سرکاری رپورٹ

ساتواں / بجٹ اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

اجلاس منعقدہ سہ شنبہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۹۱ء بمطابق ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ

فہرست

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
۱-	تلاوت کلام پاک و ترجمہ	۱
۲-	وقفہ سوالات (سوالات موخر کردیئے گئے)	۲
۳-	رخصت کی درخواستیں	۹
۴-	(i) تحریک استحقاق نمبر۹ منجانب عبدالکریم نوشیروانی	۱۴
	(ii) مشترکہ تحریک استحقاق نمبر۱۱ (میر محمد عاصم کرد نے پیش	
	(iii) تحریک استحقاق نمبر۱۰ منجانب سردار محمد طاہر خان لونی	
۵-	(i) بلوچستان وزیراعلیٰ اور صوبائی وزراء کے مشاہرات وغیرہ کے متعلق مسودہ قانون نمبر۴ (موخر کردیا گیا)	۴۸
	(ii) بلوچستان اسپیکر' ڈپٹی اسپیکر کے مشاہرات وغیرہ کے متعلق مسودہ قانون نمبر۵ (موخر کردیا گیا)	

جلد : ششم

شمارہ : ہشتم

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا ساتواں اجلاس

بروز سہ شنبہ مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۹۱ء بمطابق ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ

زیر صدارت ڈپٹی اسپیکر میر عبدالمجید بزنجو

صبح دس بجکر پچاس منٹ پر صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از

اخوند زادہ عبدالمتین

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَ عَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ ۨ
اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○ ع
صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ ○

ترجمہ : اے نبی کہدو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز و اقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کرتا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

وقفہ سوالات

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** اب وقفہ سوالات ہے

○ **مسٹر سعید احمد ہاشمی۔**

(وزیر قانون)۔ جناب اسپیکر صاحب۔ چونکہ وزیر موصوف ایوان میں موجود نہیں ہیں اس لئے میری درخواست ہوگی کہ ان کے سوالات کو آئندہ کے لئے ملتوی کیا جائے۔

○ **میر عبدالکریم نوشیروانی۔** (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر صاحب۔ جب منسٹر کنسرنڈ موجود نہیں ہیں لیکن اور منسٹر صاحب تو ہیں ان کو معلوم بھی ہے جوابات کا

○ **وزیر قانون۔** جناب اسپیکر صاحب۔ اگر پہلے ہمیں علم ہوتا تو کوئی دوسرے ساتھی تیاری کر لیتے لیکن اچانک آج صبح پتہ چلا کہ وہ نہیں آسکتے' اس لئے بہتر ہوگا کہ سوالات کو کسی دوسرے دن کے لئے رکھا جائے۔

○ **میر عبدالکریم نوشیروانی۔** (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر صاحب۔ جب وہ موجود نہیں ہیں تو ان کے ساتھی بھی ہیں ہم ان کو موقع دیتے ہیں کہ وہ دیکھ کر اور پڑھ کر جو ہم نے سوالات کئے ہیں ان کے جواب دے دیں۔ بہرحال جب منسٹر صاحبان کے سوال ہوتے ہیں تو وہ نہیں آتے ہیں اس کے ذمہ دار ہم نہیں ہیں۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** جناب اسپیکر صاحب۔ یہاں ٹریژری بینچز کی آپس میں کوآرڈی نیشن نہیں ہے۔ متعلقہ منسٹر کو چاہئے تھا کہ وہ کہتے ہیں کہ میری جگہ ہاشمی صاحب جواب دے دیں لیکن اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کوآرڈی نیشن نہیں ہے۔ اس لئے تو منسٹر لاء اینڈ پارلیمنٹری افیئرز خود بتا رہے ہیں کہ ان کی تیاری نہیں ہے۔

○ **میر محمد اسلم بزنجو۔**

(وزیر محنت)۔ جناب اسپیکر۔ چونکہ اس وقت منسٹر موجود تھے لیکن اچانک وہ رات کو کہیں چلے گئے اس

لئے کوئی اور تیار نہیں ہو سکے۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** اس سے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ جب منسٹر نہیں تو اسمبلی کی کارروائی روکی جائے تو پھر ہمیں کیوں یہاں بٹھایا ہے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** میں کہتا ہوں کہ ایک منسٹر کے نہ ہونے سے ہم اسمبلی کی کارروائی نہیں روک سکتے ہیں لہٰذا ہم اسمبلی کی کارروائی جاری رکھتے ہیں۔

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** جناب اسپیکر۔ میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ ایوان بالا کے حاضری رجسٹر منگوائے جا رہے ہیں۔ آپ بھی یہاں گنتی کریں اگر اپوزیشن ایوان میں نہ ہو تو آٹھ ممبرز وزراء تشریف رکھتے ہیں تو میرے خیال میں اسمبلی کی کارروائی بھی شاید رک جائے' یہ رک سکتی ہے۔ جناب ہاشمی صاحب وزیر قانون تشریف رکھتے ہیں۔ آپ دیکھیں آپ آٹھ منسٹر بیٹھے ہیں یہ اسمبلی کا اجلاس عوام کی امنگوں کا ترجمان ہے یہ اسمبلی ایک مقدس ادارہ ہے۔ آپ دفتروں میں دیکھیں لنچ پارٹی چلتی ہے لیکن اسمبلی میں وزیر صاحبان تشریف نہیں لاتے۔

○ **مسٹر سعید احمد ہاشمی۔ (وزیر قانون)۔** ہماری یہ کوشش ہے کہ ہماری اسمبلی کی کارروائی جاری رہے وہ وزیر اعلیٰ کے ساتھ چلے گئے تھے اور وقت پر نہیں پہنچ پائے۔

○ **میر محمد عاصم کرد۔** گذشتہ دس ماہ سے ہم متواتر یہی سن رہے ہیں کہ ہماری کوشش ہے لیکن ان کی کوشش اب تک کامیاب نہیں ہوئی۔ جناب والا۔ ان کی کوشش کب کامیاب ہوگی؟

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** اگر آپ بضد ہیں تو آج کے سوالات کے بارے میں کسی اور منسٹر کو کہیں گے کہ وہ ان کے جواب دے دیں۔ ۔ ۔ ۔(مداخلت)

آپ بیٹھیں' ایک منٹ اس کے بعد ۔ ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

○ **میر ہمایوں خان مری۔** اصولی طور پر یہاں یہ ہونا چاہئے تھا کہ جن متعلقہ منسٹر صاحب کا نمبر ہے ان کو پہلے سے کہنا چاہئے تھا کہ میں نہیں آسکتا لہٰذا کوئی اور منسٹر جواب کے لئے تیار ہو جائے یہ ہماری خوش قسمتی ہے یا بدقسمتی کہ بلوچستان کی مخلوط حکومت پانچ ہے یا چھ ہے ان میں کوآرڈی نیشن نہیں ہے۔ دیکھیں منسٹر فار لاء اینڈ پارلیمینٹری افیئرز آپ کو معلوم ہے کہ ہاشمی صاحب کو دو دن پہلے کہہ دیں تو وہ تیار ہو جاتے۔ وہ ایک

اچھے پارلیمینٹرین ہیں اس میں شک نہیں کہ ہم یہاں آتے ہیں تو متعلقہ منسٹر نہیں ہوتے یہ اسمبلی کی کارروائی ہے xxxxxxxxxxx یہ ہماری یا آپ کی بات نہیں یہ بلوچستان کے لوگوں کی بات ہے بالفاظ دیگر xxxxxxxxیہ اسمبلی مذاق ہوگئی ہے یہ ایک یا دو دن کی بات نہیں ہے ہر روز کی بات ہے۔

○ **مسٹر سعید احمد ہاشمی۔**

(وزیر قانون)۔ معزز رکن ٹھیک فرما رہے ہیں تاہم اگر ہمیں علم ہوتا تو ہم تیاری کرلیتے اگر کوئی ضمنی سوال ہوگا تو اسکا تسلی بخش جواب نہ دیا جائے وہ بھی بری بات ہوتی ہے لہٰذا آپ سوالات کو کسی اور دن کے لئے رکھ دیں، یہ میری درخواست ہے کہ اس کو کسی اور دن کے لئے ملتوی کردیں۔

---

xxxxxxxxxxxxجناب ڈپٹی اسپیکر کے حکم سے کارروائی حذف ہوئے

xxxxxxxxxجناب ڈپٹی اسپیکر کے حکم سے کارروائی سے حذف ہوئے

○ **میر ہمایوں خان مری۔** جناب اسپیکر۔ ہم نے ٹی وی میں دیکھا کہ چیف منسٹر کے ہاں کیک پیسٹری اور سگریٹ چل رہے تھے اور دوسری صبح کہا گیا کہ وہ بیماری یا علالت کی وجہ سے یہاں نہیں تھے۔ یہ عجیب و غریب باتیں ہیں۔

○ **میر ذوالفقار علی مگسی**

(وزیر داخلہ)۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر۔ سارے منسٹرز نہیں۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** جی۔ اکثر منسٹرز آپ وہاں پر دیکھیں۔ چیف منسٹر ہاؤس میں وہاں پر اور کاروبار نہیں ہوتا ہے۔ اکثر منسٹر صاحبان ہوتے ہیں سب چائے اور سگریٹ پی رہے ہوتے ہیں۔ کونسنگ کر رہے ہیں۔xxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxxx

○ **مولانا عبدالغفور حیدری۔ (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)۔** جناب اسپیکر۔ میرے خیال میں میر صاحب جذباتی ہوگئے ہیں وہ غیر پارلیمانی الفاظ کہہ گئے ہیں۔ آپ اخبار والوں کو ہدایت کریں کہ وہ غیر پارلیمانی الفاظ نہ چھاپیں۔

---

xxxxxxxxxxxxx جناب ڈپٹی اسپیکر کے حکم سے کارروائی سے حذف کئے گئے۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** جناب والا۔ میں غیر پارلیمانی الفاظ نہیں کہتا ہوں۔ میں ریلیونٹ بات کر رہا ہوں اس طرح ہو رہا ہے یہ صحیح ہے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** غیر پارلیمانی الفاظ حذف کئے جائیں۔ اخبار والے بھی نہ دیں۔

○ **سردار سنت سنگھ۔** یہ اسمبلی ہے کوئی سبزی مارکیٹ تو نہیں ہے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** سنت سنگھ صاحب آپ میرے خیال میں پہلی دفعہ ممبر اسمبلی منتخب ہو کر آئے ہیں۔

○ **مسٹر جعفر خان مندوخیل**

(وزیر تعلیم)۔ میں ارجن داس صاحب سے Request کروں گا کہ وہ ہمیں جو گالیاں دینا چاہتے ہیں وہ سامنے دے دیں جو ہمیں پیچھے سے دے رہے ہیں۔

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** میری یہ گذارش ہے کہ آپ ایک مقدس کرسی پر براجمان ہیں میرے خیال میں اس پر آپ رولنگ دے دیں۔ جناب اسپیکر۔ لاکھوں افراد کی نظریں ہم پر ہیں وہ ہمیں دیکھ رہے ہیں کہ یہاں کیا کر رہے ہیں۔ جناب والا۔ ہم عوام سے باقاعدہ ووٹ لے کر اس ادارے میں آئے ہیں اگر ہم ان کی ترجمانی نہیں کریں گے تو کون کرے گا؟ بدقسمتی سے دس مہینے ہوگئے ہیں جب بھی متعلقہ وزیر کے سوالات آتے ہیں ان کے وزیر ایوان میں نہیں آتے' آج صبح اس موضوع پر اگر آپ کو بھی پتہ ہے مجھے بھی پتہ ہے کہ بلوچستان کی صحت کس حد تک درست ہے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** میرے خیال میں بیماری ایسی چیز ہے جو کسی کا انتظار نہیں کرتی۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** یہ کسی ذات کی بیماری کی بات ہے کہیں یہ بیماری سارے بلوچستان کو نہ لگ جائے اگر میں بیمار ہوتا ہوں تو اس سے میری ذات کا تعلق ہے لیکن اس سے سارے بلوچستان کا تعلق ہے فنڈز سے اس کا تعلق ہے۔

○ **مولانا عبدالغفور حیدری**

(وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جیسا کہ معزز ممبر صاحب فرما رہے ہیں کہ جن منسٹر

کے سوالات ہوتے ہیں وہ منسٹر موجود نہیں ہوتے۔ یہ بہت کم اتفاق ہوا ہے صوبے کے حالات ہیں ہر ایک بری یا بھلی چل رہی ہے قوم کا غم کھانے کی کسے فرصت ہے' ڈنر' لنچ پارٹی چل رہی ہے وہاں پر حزب اختلاف کے دوستوں کے سوالات نہیں ہی اکثر وہ بھی تو موجود نہیں ہوتے ہیں۔۔۔ (مداخلت)

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** میر صاحب ان کو بات پوری کرنے دیں۔

○ **مولانا عبدالغفور حیدری**

(وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)۔ جناب والا۔ میں اس بارے میں گذارش کر رہا تھا کہ پہلے سے کوئی اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ متعلقہ منسٹر صاحب ایوان میں آنے سے کتراتے ہیں کون کترایا ہے؟ کس نے سوال کا جواب نہیں دیا ہے۔ یہ آج کی بات نہیں ہے یہ چیزیں ہو رہی ہیں۔۔۔۔(مداخلت)

○ **میر ہمایوں خان مری۔** مولانا صاحب کی یادداشت کمزور ہے روزانہ یہ باتیں ہو رہی ہیں۔ منسٹر کنسرنڈ غلط جواب دیتے ہیں۔ اس دن اریگیشن کے بارے میں وہ غلط بتا رہے تھے اور غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** مولانا صاحب کو بات کرنے دیں۔

○ **مولانا عبدالباری۔**

(وزیر خوراک)۔ جناب والا اگر غیر حاضری کی بات ہے وہاں اس طرف سے حزب اختلاف کے قائد بھی غیر حاضر ہوتے ہیں۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** نہیں! نہیں! مولانا صاحب یہ حزب اقتدار یا حزب اختلاف کی بات نہیں ہے۔ جن وزراء صاحبان کے سوالات ایوان میں آجاتے ہیں ان کا ایوان میں حاضر ہونا ضروری ہے۔ میرے خیال میں یہ آپ لوگوں کی کمزوری ہے جو لوگ بہت محسوس کررہے ہیں۔ ممبران اسمبلی بھی محسوس کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں آپ لوگوں کو ایسا آئندہ نہیں کرنا چاہیے۔ جس دن وزراء کے سوال ہوں اس دن انہیں حاضر ہونا چاہیے۔ آج ان پر اعتراض ہوا ہے اور انہوں نے ناسازی طبیعت کی رخصت کی درخواست بھیجی ہے۔ بیماری ایسی چیز ہے کہ اس کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے' جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ میں بیمار ہوں لیکن آپ

لوگوں کو سوالات کے دن ضرور حاضر ہونا چاہئے اور صحیح معنوں میں سوالات کے جوابات دینے ہونگے' بار بار یہی بات کی جاتی ہے۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** جناب والا۔ جس طرح آپ نے کہا بالکل صحیح کہا آپ سے پیشتر اسپیکر صاحب یہاں بیٹھے' وہ روزانہ یہی بات کہتے ہیں لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہوتا ہے۔ آپ بھی یہاں بیٹھے ہوتے ہیں آپ نے بھی دیکھا ہے کہ اس پر عملدرآمد نہیں ہوتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ کسی طرح وقت گذارو کہ اسمبلی میں بات کرنی ہے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** ہم کوشش کرتے ہیں کہ اس پر عمل درآمد ہو۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** جناب والا۔ عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے۔ ہر اسمبلی کے اجلاس میں یہی بات ہوتی ہے اور ہم اسپیکر صاحب سے ہر اجلاس میں یہی بات کہتے ہیں اور وزراء صاحبان یہی کہتے ہیں کہ منسٹر صاحبان تو ہیں کوئی ممبر حضرات نہیں ہیں۔ اس کے بعد بھی عمل درآمد نہیں ہوتا ہے۔ اس طرح ایک دوسرے پر مذاق کرتے ہیں اور ہم چلے جاتے ہیں۔ آگے ڈیولپمنٹ ہو یا نہ ہو۔ صرف خالی لفاظی ہے پھر جنگ اور مشرق اخبارات میں سرخیاں آتی ہیں کہ ہم نے یہ تیر مارا ہے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** یہ بات صحیح ہے کہ ان کو آنا چاہئے اور سوالات کے جوابات دینے چاہئیں اگر اس میں آپ زیادہ پڑھیں گے تو پھر منسٹر قانون و پارلیمانی امور اس کے جوابات دیں گے مگر میرے خیال میں ضمنی سوال کا وہ جواب نہ دے سکیں۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** جناب والا۔ یہ بات منسٹر لاء اینڈ پارلیمینٹری افیئرز خود بتا رہے ہیں انہوں نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس طرف سے اچھے Debator ہیں۔ وہ فلور آف دی ہاؤس پر کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے مجھے کچھ نہیں دیا تو میں کیا بولوں؟ جناب والا۔ ایک دوسری بات پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے حوالے سے ہے میں نے کہا تھا کہ ظہور حسین کھوسہ یہاں پر نہیں ہیں۔ سوالات نصیرآباد کے حوالے سے ڈیفر کئے جائیں۔ اسپیکر صاحب بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ یہ سوالات ڈیفر نہیں کئے جائیں گے۔ اس پر آپ لوگ سوالات کریں۔ ہم اس علاقے کے حوالے سے نہیں جانتے ہیں۔ ظہور حسین کھوسہ اس علاقے کے متعلق جانتے ہیں۔ صحیح معنی میں وہی بتا سکتے ہیں اور پوچھ سکتے ہیں اگر میں کہوں گا کہ وہ جواب دیں تو صحیح معنوں میں نہیں معلوم ہے اس پر وہ لفاظی کریں گے۔ اپنی کوشش کریں گے' انہیں منسٹر نے نہیں بتایا ہے اگر منسٹر

انہیں دو دن پہلے اس بارے بتاتے تو وہ تیار ہوتے اور To the point جواب دیتے۔ انہیں کچھ معلوم نہیں ہے اگر آپ انہیں کھڑا کریں گے تو وہ اس پر کیا بولیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ سوالات ہوجائیں کیونکہ یہ فنڈز سارے بلوچستان کے ہیں۔ یہ پیسے ہمارے ذاتی نہیں ہیں اور یہ پیسے بلوچستان کے عوام کے ہیں جو ڈیپارٹمنٹ کے لئے دیئے جاتے ہیں اور پھر سوال کا جواب' جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ منسٹر صاحبان موجود ہوتے ہیں لیکن وہ غلط بیانی سے کام لیتے ہیں اور دوسرے دن نہیں آتے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** میر صاحب آپ صحیح کہتے ہیں۔ انہیں سوالات کے دنوں میں تو آنا چاہئے۔ ابھی یہ آپ لوگوں کی مرضی ہے ان سوالات کو آج یا آئندہ اجلاس کے لئے رکھا جائے۔

○ **میر عبدالکریم نوشیروانی۔** جناب والا۔ آج منسٹر کنسرن نہیں ہیں؟

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** ان سوالات کو اور بقیہ سوالات کو۔۔۔(مداخلت)

○ **میر ہمایوں خان مری۔** جناب والا۔ جیسا کہ آپ نے کہا آپ صحیح کہتے ہیں۔ آپ جو الفاظ اسمبلی میں کہہ رہے ہیں یہ بھی غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ آپ نے بھی میرے ساتھ اتفاق کیا میں اس کے لئے آپ کا شکر گذار ہوں۔

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** جناب اسپیکر۔ یہ پرولیج ڈاکٹر عبدالمالک ہے کیونکہ وہ صحت کے وزیر رہ چکے ہیں وہ اگر چاہیں تو کیسے جناب؟

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** میر عبدالکریم نوشیروانی کے سوالات بھی اس میں آئے ہیں۔

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** جناب والا۔ عبدالکریم صاحب کا فیصلہ کوئی حتمی فیصلہ تو نہیں ہے کہ ۳۱ اکتوبر کے لئے ملتوی کیا جائے۔ یہ پرولیج تو ڈاکٹر مالک صاحب ہے ہے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** وہ ۳۱ اکتوبر نہیں بلکہ محکمہ صحت کے سوالات ۱۴ نومبر کو دوبارہ آئیں گے۔ اگر آپ لوگ اجازت دیں تو یہ سوالات ۱۴ نومبر کے لئے رکھتے ہیں تاکہ ان سے اکٹھے جوابات لیں۔

○ **میر عبدالکریم نوشیروانی۔** جناب اسپیکر صاحب۔ کیا گارنٹی ہے کہ آپ ۱۴ نومبر تک جواب دینگے یا نہیں؟

○ جناب ڈپٹی اسپیکر۔ ۱۴ نومبر کو اگر وہ نہیں ہوسکتے تو کسی اور تیار کریں گے۔ اس دن کے لئے

○ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔ جناب اسپیکر۔ میرے خیال میں ۱۴ نومبر صحیح ہے۔

○ جناب ڈپٹی اسپیکر۔ صحیح ہے ۱۴ نومبر کے لئے سوالات رکھے جاتے ہیں۔ اگر کوئی رخصت کی درخواست ہو تو سکریٹری اسمبلی پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

○ محمد حسن شاہ

سکریٹری اسمبلی۔ ڈاکٹر کلیم اللہ نے ٹیلی فون پر اطلاع دی ہے کہ وہ ذاتی مصروفیت کی بنا پر آج اسمبلی اجلاس میں شرکت نہیں کرسکتے۔ لہٰذا ایک یوم کی رخصت منظور کی جائے۔

○ جناب ڈپٹی اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(منظور کی گئی)

○ سکریٹری اسمبلی ـ میر اسرار اللہ خان زہری وزیر صحت نے اطلاع دی ہے کہ ان کی طبیعت ناساز ہے لہٰذا اسمبلی سے ان کی ایک دن کی رخصت منظور کی جائے۔

○ جناب ڈپٹی اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(منظور کی گئی)

○ سکریٹری اسمبلی۔ جناب شہزادہ علی اکبر وزیر محکمہ جنگلات نے حب سے اطلاع دی ہے کہ وہ علالت کی وجہ سے آج کے اسمبلی اجلاس میں شرکت نہیں کرسکتے۔ لہٰذا ان کے حق میں ۲۹ اکتوبر کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

○ جناب ڈپٹی اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(منظور کی گئی)

○ **سکریٹری اسمبلی۔** حاجی نور محمد صراف وزیر محکمہ کیو ڈی اے نے اطلاع دی ہے کہ وہ آج کے اسمبلی اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں۔ ان کے حق میں ایک یوم کی رخصت منظور کی جائے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(منظور کی گئی)

○ **سکریٹری اسمبلی۔** جناب جان محمد جمالی وزیر ایس اینڈ جی ڈی اے نے اطلاع دی ہے کہ چونکہ وہ اسلام آباد گئے ہوئے ہیں آج کے اسمبلی اجلاس میں شرکت نہیں کرسکتے۔ لہٰذا ایک یوم کی رخصت کی درخواست کی ہے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(منظور کی گئی)

○ **سکریٹری اسمبلی۔** جناب مولوی امیر زمان وزیر زراعت نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری کام کے سلسلہ میں کوئٹہ سے باہر جارہے ہیں۔ اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کرسکتے۔ لہٰذا ۲۶ اکتوبر سے ۳۱ اکتوبر تک ان کے حق میں رخصت منظور کی جائے۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** یہاں میں ایک بات ضرور کہوں گا کہ اخبار میں تصویر چھپی ہے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** میر صاحب پہلے آپ رخصت کی درخواستیں ختم ہونے دیں۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** جناب والا۔ اخبار میں جو تصویر آئی ہے اس میں جتنے وہ مولانا صاحب ہیں تقریر کر رہے ہیں۔ سرکاری کام تو تقریر کرنا نہیں ہے۔ سرکاری کام تو Implementation کروانا ہے۔ اپنی مشہوری کے لئے Speeches دینا نہیں ہے۔ جناب اسپیکر

○ **سکریٹری اسمبلی۔** نیاز محمد دوتانی نے وزیر محکمہ آبپاشی نے اطلاع دی ہے کہ وہ کوئٹہ سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے درخواست کی ہے ۲۶ اکتوبر سے ۳۱ اکتوبر تک کی رخصت ان کے حق میں منظور کی جائے۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** جناب اسپیکر۔ سکریٹری صاحب کارروائی روک کر میری بات سنیں وہ نئے

نئے آئے ہیں اور سکریٹری ہوگئے ہیں۔ میری بات بھی سنیں۔ میری عرض یہ ہے کہ شہزادہ صاحب تو آیا ہی نہیں ہے۔ اس کے بعد صالح بھوتانی کی بات آجائے گی۔ اس کے بعد نور محمد کی باری آئے گی۔ اس کے بعد مولانا صاحب کی بات آئے گی۔ جناب آپ آج کا جنگ اخبار دیکھیں وہ سب بیٹھے ہوئے تقریر کر رہے ہیں۔ کیا تقریر کرنا سرکاری کام ہے۔ سرکاری کام تو یہ ہے کہ آپ جاکر وہاں Implementatiion دیکھیں۔ وہاں پر تین منسٹر صاحبان گئے ہوئے ہیں ایک پی اینڈ ڈی کے دوسرے ایگریکلچر کے اور اس کے علاوہ ایک اور بھی ہیں جو لورا لائی میں سرکاری کام کر رہے ہیں۔ جی۔ یہ کیا ہے سرکاری کام ہے۔ آپ مجھے بتائیں کیا تقریر کرنا سرکاری کام ہے۔ ایک طرف تو آپ لوگ کہتے ہیں کہ کہ بیس بیس ہزار روپے ہمارے گھروں کے لئے دیں اور پندرہ ہزار روپے تنخواہ کے اور اس طرح پینتیس ہزار روپے غریب عوام xxxxxxxxxx پھر فلور آف دی ہاؤس پر کہتے ہیں کہ یہ سرکاری کام ہے یہ شرم کی بات ہے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** میر صاحب پہلے ان کو بات پوری کرنے دیں۔ یہ غیرپارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

○ **وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ۔** جناب یہ پھروہی بات ہے اگر اس قسم کی بات ہوئی ہے تو ہم بھی بول سکتے ہیں اس حوالے سے' اور جب بھی معزز رکن اٹھتے ہیں تو غیرپارلیمانی الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** میں غیرپارلیمانی الفاظ استعمال نہیں کرتا بلکہ مجھے احساس ہے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں رخصت کی درخواستوں کے درمیان اس قسم کی کوئی بحث نہیں ہونی چاہئے۔ اس کے بعد آپ لوگوں کو اجازت دی جائے گی اس پر آپ کو بات کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ جب آپ کو موقع دیا جائے گا تو پھر آپ بات کریں۔ اب رخصت کی باقی درخواستیں سکریٹری اسمبلی پیش کریں گے۔

○ **سکریٹری اسمبلی۔** مولانا نیاز محمد دوتانی وزیر آبپاشی و برقیات کوئٹہ سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ وہ اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کرسکتے ہیں لہٰذا انہوں نے ۲۹ اور ۳۱ اکتوبر کی رخصت کی درخواست کی ہے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

---

xxxxxxxxxxxxxx جناب ڈپٹی اسپیکر کے حکم سے کارروائی سے حذف کئے گئے۔

(رخصت منظور کی گئی)

○ **سکریٹری اسمبلی۔** میر محمد علی رند (وزیر مال) نے درخواست دی ہے کہ وہ سرکاری کام کے سلسلے میں اسلام آباد آرہے ہیں ان کے حق میں دو دن کی رخصت منظور کی جائے۔

○ **میر عبدالکریم نوشیروانی۔** جناب والا رخصت کی درخواست تو اپوزیشن منظور کرتی ہے؟

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** جناب والا۔ آپ ہم سے پوچھئے وہاں چنداں نظر دوڑانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس وقت ہم اکثریت میں ہیں۔ آپ پڑھتے جارہے ہیں ہم سے پوچھتے نہیں ہیں' یہ کس کی درخواست ہے؟

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** یہ میر محمد علی رند کی رخصت کی درخواست ہے۔ سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

○ **سکریٹری اسمبلی۔** میر محمد صالح بھوتانی نے درخواست دی ہے کہ وہ اسلام آباد سرکاری کام سے گئے ہوئے ہیں انہیں اجلاس سے رخصت دی جائے۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** جناب والا۔ بھوتانی صاحب جب سے اجلاس شروع ہوا ہے وہ نہیں آرہے ہیں۔ ان کا کوئی ورک نہیں ہے خیر تو ہے؟ میرا یہ پیغام انہیں پہنچا دیں۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** اگر آپ نامنظور کریں گے تو ہم بھی نامنظور کریں گے یہ تو آپ پر منحصر ہے۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** جناب والا۔ جب سے یہ اجلاس شروع ہوا ہے کسی کو اپنا کام ہے کسی کو سرکاری کام ہے کوئی بیمار ہے ان کو احساس ہونا چاہئے اور وہ اجلاس میں آئیں۔

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** کسی کا ہاضمہ خراب ہوا ہے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** یہ تو آپ کو پتہ ہے آپ حکیم ہیں۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** جناب والا۔ اس کا فیصلہ مولانا حیدری کریں وہ بیٹھے ہوئے ہیں کہ ایسی رخصت منظور کی ئے یا نہیں؟ آج وہ بتائیں وہ رخصت منظور کرتے ہیں یا نہیں؟

○ **نواب محمد اسلم رئیسانی۔ (وزیر خزانہ)۔** یہ آپ کا کام ہے ایوان کا کام ہے۔ رخصت کا فیصلہ ایوان کرتا ہے۔

○ **مولانا عبدالغفور حیدری**

(وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)۔ جناب والا اگر ضابطہ ایسا رکھا جاتا ہے کہ ایک ممبر اسمبلی رخصت منظور کر سکتا ہے تو ٹھیک ہے یہ رولز اس حوالے سے مناسب نہیں ہیں اگر رولز یہ اجازت دیتے ہیں تو میں کچھ کہہ سکتا ہوں۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** مولانا صاحب یہ رولز انگریزں نے ایجاد کئے ہیں جمہوریت انہوں نے ایجاد کی ہے۔ وہاں پر ایک چھوٹا سا اسکینڈل بھی ہوجائے تو وہ اٹھاکر باہر پھینک دیتے ہیں جیسے واٹر گیٹ کے چھوٹے سے اسکینڈل میں امریکہ کے صدر نکسن کو نکالا گیا تھا انگریز تو اس طرح کرتے ہیں لیکن یہاں آئے دن اسکینڈل ہوتے رہتے ہیں لیکن پتہ نہیں چلتا ہے کوئی خبر نہیں لیتا ہے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** سوال یہ ہے محمد صالح بھوتانی کی رخصت منظور کیا جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** میری وزراء صاحبان سے گذارش ہے کہ سوالات والے دن وہ حاضر رہا کریں۔ حزب اقتدار والے اسمبلی کے کام کو فوقیت دیں اور ان کو حاضر رہنا چاہئے۔

○ **میر ہمایوں خان مری -** جناب والا۔ وزراء کو آپ نے کیسے ہدایت دی ہے میں نے سنا نہیں ہے؟

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** میں نے ان کو بتایا ہے کہ اسمبلی میں آپ کو حاضر رہنا چاہئے جب اسمبلی کا دن ہوگا آپ نے اسمبلی کے کام کو فوقیت دینا ہوگی۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** یہ باتیں تو اسپیکر نے بھی کئی بار کہی ہیں۔ وہ نہ آپ کی بات مانتے ہیں نہ چیف منسٹر کی بات مانتے ہیں۔ پھر یہ کس کی بات مانتے ہیں۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** یہ ان کی بات ہے۔ میر عبدالکریم نوشیروانی تحریک استحقاق پیش کریں۔

تحریک استحقاق نمبر۹

○ **میر عبدالکریم نوشیروانی۔** جناب اسپیکر۔ آپ کی اجازت سے میں یہ تحریک استحقاق کرتا ہوں کہ پچھلے دنوں کابینہ کی دو میٹنگوں میں متفقہ رائے سے یہ فیصلے کیا گیا تھا کہ بلدیاتی انتخابات نومبر کی بجائے اپریل میں کرائے جائیں گے لیکن کل مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو کابینہ کے فیصلے کے برعکس یہ نوٹیفکیشن جاری ہوا ہے کہ بلدیاتی انتخابات ۲۸ نومبر ۱۹۹۱ء کو ہونگے اس نوٹیفکیشن کی وجہ سے ممبران اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** تحریک یہ ہے کہ پچھلے دنوں کابینہ کی دو میٹنگوں میں متفقہ رائے سے یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ بلدیاتی انتخابات نومبر کی بجائے اپریل میں کرائے جائیں گے لیکن کل مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو کابینہ کے فیصلے کے برعکس یہ نوٹیفکیشن جاری ہوا ا ہے کہ بلدیاتی انتخابات ۲۸ نومبر ۱۹۹۱ء کو ہونگے اس نوٹیفکیشن کی وجہ سے ممبران اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** ایک اور مشترکہ تحریک استحقاق اس نوعیت کی میر عاصم کرد اور چھ دیگر اراکین کی ہے وہ تحریک استحقاق نمبر ۱۱ پیش کریں۔

○ **میر محمد عاصم کرد۔** جناب اسپیکر۔ ہم ذیل ممبران جمہوری وطن پارٹی اس تحریک کا نوٹس دیتے ہیں تحریک یہ ہے کہ کابینہ کے حالیہ فیصلہ کے مطابق بلدیاتی الیکشن اپریل تک موخر کردیئے گئے۔ اخباری نقل منسلک ہے مگر کابینہ کے اس فیصلہ کے برعکس بلدیاتی الیکشن ۲۸ نومبر کی تاریخ کا اعلان کردیا گیا ہے اور اس تاریخ کا نوٹیفکیشن کردیا گیا ہے۔ جس سے موجودہ کابینہ کا استحقاق مجروح ہوا ہے جس سے بلوچستان کے عوام کو بھی اس بات کی سخت تشویش ہے اگر کابینہ کو اپنے استحقاق مجروح ہونے کا احساس نہیں ہے مگر بلوچستان کے عوام اس بات سے غافل نہیں ہیں لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** مشترکہ تحریک استحقاق نمبر ۱۱ جو میر محمد عاصم کرد صاحب نے پیش کی یہ ہے کہ ہم ذیل ممبران جمہوری وطن پارٹی اس تحریک کا نوٹس دیتے ہیں تحریک یہ ہے کہ کابینہ کے حالیہ فیصلہ کے مطابق بلدیاتی الیکشن اپریل تک موخر کردیئے گئے۔ اخباری نقل منسلک ہے مگر کابینہ کے اس فیصلہ کے برعکس بلدیاتی الیکشن ۲۸ نومبر کی تاریخ کا اعلان کردیا گیا ہے اور اس تاریخ کا نوٹیفکیشن کردیا گیا ہے۔ جس سے موجودہ کابینہ کا استحقاق مجروح ہوا ہے جس سے بلوچستان کے عوام کو بھی اس بات کی سخت تشویش ہے اگر کابینہ کو اپنے استحقاق

مجروح ہونے کا احساس نہیں ہے مگر بلوچستان کے عوام اس بات سے غافل نہیں ہیں لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

○ **میر عبدالکریم نوشیروانی**۔ برائے مہربانی اس کو ختم کیا جائے۔ جناب بلوچستان اسمبلی سندھ اسمبلی یا سرحد اسمبلی ہوں مرکز ان پر ہمیشہ حاوی رہتا ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ ایک معزز ادارے نے جو اکثریتی رائے سے یہ فیصلہ کیا تھا کہ بجائے نومبر دسمبر کے بلدیاتی الیکشن اپریل ۱۹۹۲ء میں کئے جائیں جو کہ موسمی لحاظ سے بہتر ہوگا کیونکہ نومبر دسمبر میں ایسے علاقے ہیں جو سردی کی لپیٹ میں آتے ہیں اور اکثر لوگ ان دنوں میں نقل مکانی کر کے سندھ چلے جاتے ہیں۔ میرے خیال میں بلوچستان اسمبلی یا کابینہ نے جو فیصلہ کیا تھا۔ مرکز کو چاہئے تھا کہ وہ اس کا احترام کرتا۔ اگر بلوچستان کابینہ کی کوئی حیثیت نہیں تو اسے ختم کیا جائے کیونکہ اس کا کوئی فائدہ نہیں اور ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہونگے کہ مرکز ہمیشہ بلوچستان میں مداخلت کرتا رہا ہے۔

جناب والا۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ بلوچستان کا مسئلہ بلوچستان اسمبلی اور بلوچستان کابینہ نے جو فیصلہ کیا تھا صوبے کے عوام کے مفاد میں کیا تھا۔ میں اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس فیصلے کے حق میں اپنی رائے دے۔ شکریہ۔

○ **میر ہمایوں خان مری**۔ جناب اسپیکر۔ پچھلے دنوں بلدیاتی الیکشن کے بارے میں بات ہوئی پہلے اخبارات میں یہ بات آئی کہ الیکشن اسی تاریخ کو ہونگے جیسے کہ دوسرے صوبوں نے فیصلہ کیا۔ دوسرے دن میرے خیال میں بلوچستان کابینہ کی میٹنگ ہوئی اور وہاں سے دوسرے آرڈر آیا کہ بلدیاتی الیکشن نومبر میں نہیں ہونگے۔ چار پانچ مہینے اس کو Delay کیا جائے گا اور اس کے بعد اس پر عمل درآمد کیا جائے گا۔ پہلے دن کی بات یہ ہے اور دوسرے دن کی بات یہ ہے۔ ہم نے پوچھا تو اس نے چار کہا مہینے کے بعد الیکشن ہونگے۔ اس کے بعد Hot Line پر گھنٹی بجی وہاں سے انہوں نے کہا کہ بھائی آپ لوگوں نے کیا کیا؟ تو یہاں بیٹھنے والا بڑا Puzzle ہوگیا اور ان سب کو اسلام آباد بلایا گیا پیشی کے لئے، مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ جا کر اپنی بات نہیں منوا سکے۔ جناب والا۔ یہ تو بلوچستان کے حالات اور بلوچستان کے لوگوں کے بارے میں تھا۔ بلوچستان کے لوگ اپنے علاقوں کو خود اچھی طرح سمجھتے ہیں مرکز والے اس کو نہیں سمجھ سکتے لیکن چونکہ وہاں اس پر ٹریس کیا گیا کہ آپ کو یہ کرنا ہے ہر حال میں۔ جناب یہ تو بلوچستان کی صوبائی خودمختاری پر براہ راست مداخلت ہے اور جو اس کو Define کرنے والے تھے وہ اسے (ڈیفائن) نہیں کر سکے۔ اگر اس طرف والے ہمارے بھائی

سمجھیں دو مرتبہ وہ خود کابینہ کی میٹنگ کر چکے تھے اس پر فیصلہ ہوچکا ہے۔ ان کی بات بھی نہیں مانی گئی۔ اس سے وہ اپنے استحقاق کے بارے میں خود فیصلہ کریں گے ان کا کتنا استحقاق ہے یا نہیں لیکن جہاں تک بلوچستان کے استحقاق کی بات ہے وہ تو مجروح ہوا ہے۔ یہ سمجھ نہیں آرہا ہے کہ یہ ایڈھاک سسٹم ہے یہ دس مہینہ چلے یا ڈیڑھ سال اس کو چلانا ہے وہاں جانے والے یہ کیوں نہیں کہتے کہ جی یہ بلوچستان کے عوام کی بات ہے آپ کیوں اس میں مداخلت کر رہے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ بڑا بھائی کہے کہ الیکشن کروانا ہے ابھی تو ہم لوگوں کو ہر حال میں کرنا ہے۔ شاید ان پر پریشر ہے مرکز کا کیونکہ یہ لوگ وہاں بات ہی نہیں کر سکتے۔

ان کے اوپر (Impose) کرتے ہیں اور یہ لوگ یہاں پر آکر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ تیر مارا ہے بلوچستان کے لئے کیا یہ ہے ہم یہاں ڈیولپمنٹ اس طرح کرتے ہیں۔ یہ سارا ڈھونگ ہے اس سے بلوچستان کے لوگوں کی بد نصیبی اور کیا ہوسکتی ہے۔ جب کابینہ نے فیصلہ کیا تھا تو وہ اپنے فیصلے پر قائم رہتے لیکن چونکہ ان میں وہ Guts نہیں اپنے فیصلے پر قائم رہنے کے کہ ٹھیک ہے جس طرح وہ کہتے ہیں ہم ان کو کیوں ناراض کریں۔

جناب والا۔ یہ بلوچستان کے عوام کے معاملات میں براہ راست مداخلت ہے ایک طرف کہتے ہیں کہ بھائی صوبائی خود مختاری ہے بالکل کھلم کھلا' جب مرکز سے بڑے (Boss) سے بات کرتے ہیں تو وہ براہ راست مداخلت کرتے ہیں پھر ہمارے بھائی کچھ نہیں کہتے ۔ اس سے افسوس کی بات اور کیا ہوسکتی ہے۔ ہمیں پھر ہر بات پر یہاں اگر افسوس ہوتا ہے۔ اس طرف والے لوگ خود Feel کریں۔ آج ہم اگر اسمبلی میں بیٹھے ہیں تو عوام کے ووٹوں کی بدولت میں سمجھتا ہوں اس طرف دوبارہ پارلیمنٹرین ساتھی ہیں اچھا بولتے بھی ہیں۔ وہ وہی محسوس کر رہے ہیں کہ جو کچھ ہوا ہے وہ خود اٹھیں کہ ہم نے فیصلہ کیا اور ہم اس پر اسٹینڈ لیتے ہیں۔ جب آپ لوگ ایک فیصلہ کرتے ہیں اس کے بعد آپ کیوں اپنے فیصلے واپس لیتے ہیں۔

○ **نوابزادہ ذوالفقار علی مگسی۔** پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر۔ ہم بولیں گے پہلے تو آپ اپنی تقریر ختم کریں۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** مگسی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** جناب اگر آپ بولتے ہیں تو بڑی خوشی کی بات ہے کیونکہ اس طرف سے اکثر نہ بولنے کی عادت پڑگئی ہے اس لئے میں بول رہا ہوں اگر طرف والے بولتے بلوچستان کے حقوق کے بارے میں تو ہم کیوں آج یہاں سب کچھ بولتے کیونکہ ہم محسوس کر رہے ہیں کہ بلوچستان کے مسئلوں پر وہاں سے کوئی بات

ہی نہیں کرنا۔ یہ لوگ اسلام آباد جاتے ہیں اور ان کو بلایا جاتا ہے۔ وہ نروس Nervous کی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں۔ Heart Attack کی بیماری پڑ جاتی ہے۔ کاش وہاں کسی کو بولنے کی جرات ہوتی' کاش کوئی بلوچستان کے حقوق کے حوالے سے بات کرتا اور کہتا کہ ہمارا مسئلہ ہے۔ وہاں ایک ہاؤس سے دوسرے ہاؤس تک بلاتے ہیں تو ان کا ہارٹ پریشر بڑھ جاتا ہے آنکھوں کے سامنے اندھیرا ہوجاتا ہے۔

○ **مسٹرارجن داس بگٹی۔** جناب اسپیکر۔

○ **مسٹرعبدالحمید خان اچکزئی۔** جناب اسپیکر۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** خان صاحب ان کی تحریک ہے آپ تشریف رکھیں۔

○ **مسٹرارجن داس بگٹی۔** جناب اسپیکر۔ پہلے خان صاحب کو بولنے دیں وہ ہمارے بزرگ ہیں۔

○ **عبدالحمید خان اچکزئی۔** جناب اسپیکر۔ یہ تحریک استحقاق بہت اہم ہے اور اس بات میں کافی وزن ہے کہ بار بار اعلان کے باوجود یہ ملتوی کیا گیا اور پھر یہ اعلان کیا گیا کہ الیکشن بعد میں منعقد کئے جائیں گے۔ وزیراعلیٰ کو دوسرے وزراء کو اسلام آباد بلایا گیا اور شاید ان پر پریشر کیا گیا کہ یہ الیکشن ۲۸ نومبر کو ہونے چاہئیں۔ میرے خیال میں جہاں تک اس ایوان کی اکثریتی رائے ہے اور ٹریژری بینچز کی اکثریتی رائے کہ بلوچستان کے حالات نہ صرف موسمی لحاظ سے جیسا کہ کریم نوشیرانی صاحب کہتے ہیں۔ سیاسی حالات اور دوسرا ماحول بھی بلوچستان میں اس وقت لوکل الیکشن کے لئے سازگار نہیں ہم اس کی پر زور حمایت کرتے ہیں کہ یہ الیکشن ملتوی کئے جائیں اور اپریل میں الیکشن کرائے جائیں تاکہ اس کے لئے صحیح تیاری کی جاسکے۔ دوسرا اس کے علاوہ ایک بات اور بھی ہے کہ اس الیکشن میں ووٹروں کی لسٹ' اندراج' حلقہ بندیاں اور دوسرا جو ہوم ورک لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو کرنا چاہیئے تھا۔ مثلاً کوئٹہ میونسپل کارپوریشن میں کئی علاقوں کو شامل کیا گیا پھر نوٹیفکیشن ہوا اور پھر اسے منسوخ کیا گیا۔ اس قسم کی باتوں سے صاف ظاہر ہے کہ لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کا اپنا ہوم ورک مکمل نہیں اور الیکشن کی تیاری بھی مکمل نہیں لہٰذا جس زاویئے سے دیکھا جائے واقعی استحقاق مجروح ہوا ہے اور یہ اس ایوان کا حق ہے کہ بلوچستان اپنا فیصلہ خود کرے کہ الیکشن ہم کب کروائیں۔ میں اپنی پارٹی کی طرف سے اپنی طرف سے اس کی پرزور حمایت کرتا ہوں اور مطالبہ کرتا ہوں کہ الیکشن ملتوی کئے جائیں اور جیسا کہ فیصلہ ہوا تھا کہ الیکشن اپریل میں ہونے چاہئیں اور اس وقت بلوچستان کے حالات الیکشن کے لئے قطعاً سازگار نہیں ہیں۔

○ **میر محمد عاصم کرد-** جناب اسپیکر صاحب- صوبائی گورنمنٹ نے یہ منتخب بلدیاتی ادارے Dissolve کئے اسی ٹائم انہوں نے اعلان کیا کہ اس کے ٹھیک ایک ماہ بعد الیکشن ہوں گے اور انہوں نے کابینہ سے منظوری بھی لے لی اور نوٹیفکیشن بھی کیا- جب میئر بلدیہ مقبول لہڑی اور میر اللہ مینگل نے رٹ (Writ) کیا تو وہاں ہائی کورٹ میں انہوں نے اسٹینڈ لیا کہ بلدیہ کے انتخابات کے مقررہ وقت پر ہونگے جو انہوں نے اعلان کیا ہے نوٹیفکیشن کیا ہے- وہ نوٹیفکیشن کی کاپی بھی ہائی کورٹ میں موجود ہے- اس کے بعد اپریل کے آخر کا اعلان کیا گیا- اس کا بھی نوٹیفکیشن ہوا- مگر اچانک ابھی جو ۲۸ نومبر کا اعلان کیا گیا ہے- میں یہ سمجھتا ہوں کہ بلوچستان میں الیکشن کے لئے ماحول بھی سازگار نہیں ہے- کیونکہ سردی بھی آنے والی ہے- سیاسی ماحول بھی ٹھیک نہیں ہے- اس کابینہ میں تین فیصلے لئے گئے ہیں- کیے بعد دیگرے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اسمبلی کے جو ممبر ہیں ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے- چاہئے وہ سمجھیں یا نہ سمجھیں میں تو یہ سمجھتا ہوں ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے کیونکہ ہر ایک فیصلے کے بعد ایک فیصلہ ہوتا ہے- ذرا آپ لوگوں کو اسٹینڈ لینا ہے اگر آپ لوگوں کی بات سنی جاتی ہے تو آپ لوگ ایک فیصلہ کرلیں- اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم مین پاور ہیں ہم لوگ فیصلہ کرسکتے ہیں تو ایک ہی فیصلہ کرلیں کیونکہ آپ لوگوں نے سارے بلوچستان کے عوام کو پریشان کردیا ہے- فوج ظفر موج کہ ۳ اعلیٰ دماغ جب ایک بات کا فیصلہ نہیں کرسکتے ہیں تو عوام کو کیوں آپ نے اس قسم گوں مگوں اور Confusion کی ایک حالت میں کیوں لا کر رکھا ہے- جناب چار آرڈر ہوئے ہیں' چار قسم کے مختلف اخباروں میں جناب بڑی سرخیوں سے جلی حروف سے آپ کے فیصلے کی بات عوام تک پہنچی کہ جناب الیکشن ہونگے- دوسرے دن کے پیپر میں جناب موخر کردیئے گئے- اخبار والے اس ٹائم صحافی حضرات گیلری میں تشریف فرما ہیں- ان سے یہ پوچھا گیا کہ جی آپ لوگوں نے اپنی طرف سے خبر دی ہے جبکہ اس بات کی تردید کردی گئی تو انہوں نے کہا جناب نہیں ہم نے یہ بات نہیں کی ہے کہ الیکشن ہونگے- اپنی مقررہ تاریخ پر تو میں سمجھتا ہوں کہ جناب اسپیکر یہ کہیں پر' بلوچستان کے عوام کے ساتھ کوئی کھیل تو نہیں کھیلا جارہا- جناب اسپیکر صاحب اس وقت ہم بات کر رہے ہیں کابینہ کے استحقاق کی' یہ فیصلہ کابینہ کا ہے' ہمارا نہیں ہے- یہ اپوزیشن کے کسی پارٹی کی طرف سے نہیں ہے- ہمیں دکھ تو اس بات کا ہوتا ہے کہ اپنے استحقاق کو مجروح ہوتے ہوئے پامال ہوتے ہوئے بھی آپ محسوس نہیں کرتے کہ یہاں اپنا ہی استحقاق مجروح کروایا جس کی مدافعت اس ٹائم ہم کر رہے ہیں- جس کی بات ہم کر رہے ہیں- چاہئے تو یہ تھا کہ آپ اپنے استحقاق کا خود احساس کرتے کہ یہ ہمارا استحقاق مجروح ہورہا ہے- کابینہ کا اگر آپ لوگوں نے انتخابات کرانے ہیں تو ایک تاریخ کا اعلان کریں- بار بار آپ لوگوں نے عوام کو

مایوس کیا ہے یہ اچھی بات نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اپریل کا وقت الیکشن کے لئے ہے وہ ٹھیک ہے۔ آپ لوگوں نے ابھی جو نوٹیفکیشن کیا یا جاری کریں گے اسے برائے مہربانی نہ کریں۔ شکریہ۔

○ مسٹر ارجن داس بگٹی۔ جناب اسپیکر صاحب۔ میں بھی تحریک استحقاق کا ایک محرک ہوں۔ انہی کے ناطے ہم گذارش کریں گے کہ وہ ہوم منسٹر صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں وہ جارہے ہیں اگر وہ میری باتیں سن لیتے' جناب اسپیکر صاحب۔ ویسے ہمارے وزراء کرام اقلیتی تعداد میں تشریف فرما ہیں۔ اب وہ اپنے آپ کو اقلیت سے اقلیت تر کرتے جارہے ہیں۔ دکھ ہے تو اس بات کا' تو جناب اسپیکر۔ دس ماہ کی اس گورنمنٹ کی نیک اور فعال کارکردگی کے حوالے سے بات کروں گا جناب اسپیکر۔ یہ میرا حق ہے کہ آپ اپنے دفتری اور انفرادی صورت میں عوام کے ساتھ جو آرڈر کرتے ہیں۔ صبح کو مختلف ہوتا ہے۔ دوپہر کو آرڈر مختلف ہوتا ہے۔ شام کو آرڈر کچھ مختلف ہوتا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب۔ وہ تو ایک فرد کی بات ہے یہ سارے بلوچستان کے عوام کی بات اتنی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب۔ میں بڑے احترام سے کہوں گا کہ آج کسی موجودہ حکومت میں جتنے ہمارے معزز اراکین کابینہ میں اس ٹائم موجود ہیں بلکہ میں احترام سے کہوں گا کہ فیصلہ عوام کی امنگوں کی کی مترجم کابینہ جو اس ٹائم اپنے آپ کو مترجم کہلاتی ہے۔ فیصلہ کرتی ہے اور ایک دن میں فیصلے بدل جاتے ہیں۔ خدا کے لئے جناب اس ٹائم بلوچستان کے عوام کے مقدر کی آپ لوگوں نے باگ ڈور اپنے ہاتھ میں رکھی ہوئی ہے اگر اسی طرح فیصلے کرتے رہے تو خدانخواستہ کہیں آپ بلوچستان کے ساتھ اس قسم کا ڈرامہ نہ کرلیا۔ جناب اسپکر صاحب میں تو یہ کہوں گا کہ یہ استحقاق کابینہ کا اپنا مجروح ہو رہا ہے۔ اب وہ کس حد تک اپنے استحقاق کا احساس کرتے ہیں اگر ان کو اپنا احساس نہیں ہے تو اس چیز کو بخوبی صورت میں جانتے ہیں کہ آپ بھی ہمارے بھی بھولے بچھڑے دوست ہیں۔ پرانے رشتوں کے تحت' آپ لوگوں کی عزت اور وقار اور استحقاق کا ہمیں بخوبی احساس ہے۔ خدا کرے کہ آپ لوگ اپنے استحقاق کو محفوظ رکھ سکیں۔ میں ایک چھوٹا سا جناب اسپیکر ایک شعر کے حوالے سے ان کی ترجمانی کروں گا۔

وہ بس ہو کہ بے بسی چل رہی ہے
ہر ایک شے بری یا بری چل ہی رہی ہے
غم ایک قوم کھانے کی فرصت کہاں ہے
ڈنر' لنچ' ٹی پارٹی چل رہی ہے

جناب اسپیکر صاحب- شکریہ-

○ **حاجی محمد شاہ مردانزئی- (وزیر سماجی بہبود)-** جناب اسپیکر صاحب- یہ استحقاق میرے خیال میں مجروح نہیں ہوا- بلکہ یہ ایک فرد کا کام نہیں ہے یہ ہر وقت اسمبلی میں کہہ رہے ہیں کہ الیکشن کا وقت نہیں تھا اور یہ موسم سازگار نہیں ہے اور ٹھنڈ ہے- میرے خیال میں جو بلدیاتی الیکشن شروع ہوا ہے- یہ انہی تاریخوں میں ہوا ہے' پندرہ دن آگے اور پیچھے ہوتا رہتا ہے لیکن ایسی تاریخوں میں ہوا ہے اور اس وقت ہوا ہے بلکہ یہ فیصلہ ہوا تھا کہ متفقہ فیصلہ نہیں تھا اچھا ہوا کہ انہوں نے دوبارہ غور کیا اور یہ الیکشن اپنے وقت پر کیے گئے- - - - (مداخلت)

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر-** عاصم بھائی آپ بیٹھیں وہ اپنی رائے آپ کو دے گا- ضروری نہیں کہ اس کی رائے پر اتفاق ہو-

○ **حاجی محمد شاہ مردانزئی- (وزیر سماجی بہبود)-** بلکہ میرا خیال یہ ہے کہ اس وقت بھی ہم نے مخالفت کی تھی- بلوچستان کے عوام الیکشن کے لئے بے تاب ہیں کہ یہ اچھا ہوا ہے کہ الیکشن اپنے وقت پر ہو رہے ہیں- اس لئے کہ عوام کا حق چھینا جارہا تھا اس وقت بلدیات کے فنڈز پڑے ہوئے تھے- اس وقت لوگوں کا کام ہورہا ہے- انہوں نے اس میں انتظامیہ کو ملوث کیا تھا- ایڈمنسٹریٹر بنواتے تو یہ اچھا ہوتا- چیئرمین آجائیں گے الیکشن ہوجائیں گے اپنے وقت پر اور عوام کا جو استحقاق ہے وہ مجروح نہیں ہوگا- یہ مجھے پتہ نہیں ہے کہ یہاں پر عوام نے اس کو الیکشن کا حق نہیں دیا تھا- بلوچستان کے عوام الیکشن کے لئے بے تاب ہیں اس وقت بھی بلوچستان کے عوام الیکشن کے لئے بے تاب ہیں کہ اچھا ہوا الیکشن اپنے وقت پر ہوں گے اس لئے عوام کے حقوق چھینے جارہے تھے اس وقت بلدیات کے فنڈز پڑے ہوئے ہیں اس وقت لوگوں کے کام ہو رہے ہیں انہوں نے انتظامیہ کو اس میں ملوث کیا تھا- ایڈمنسٹریٹر بنوائے یہ اچھا ہے یعنی آجائیں گے الیکشن ہو جائیں گے وقت پر اور عوام کا جو استحقاق ہے وہ مجروح نہیں ہوگا- یہ مجھے پتہ نہیں ہے کہ یہاں پر عوام نے اس کو الیکشن کا حق نہیں دیا تھا- بلدیات کے الیکشن کا حق عوام نے ان لوگوں کو نہیں دیا ہے عوام الیکشن کے لئے تیار ہیں اگر جو شخص تیار نہیں ہے وہ اپنی بات کرے سارے بلوچستان کے لوگ الیکشن کے لئے تیار ہیں ہم کو پتہ ہے-

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی-** جناب اسپیکر صاحب- (پوائنٹ آف آرڈر)

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر-** پوائنٹ آف آرڈر بھائی نہیں ہے ارجن داس اس کو بات پوری کرنے دیں-

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** آپ لوگوں نے فیصلہ کرلیا ہے یا خدانخواستہ پھر فیصلہ بدلیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔(مداخلت)

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** مردان زئی بیٹھ جائیں آپ

○ **حاجی محمد شاہ مردانزئی۔ (وزیر سماجی بہبود)۔** یہ عوام کا حق ہے کہ الیکشن اپنے وقت پر کرائے جائیں۔ ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** مردانزئی صاحب آپ بیٹھیں' ہاشمی صاحب آپ بیٹھیں۔

○ **سردار سنت سنگھ۔** گروہ کی بانی ہے کہ جو حکمران (سکھ کے مذہبی الفاظ)

○ **مولانا عبدالغفور حیدری۔ (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)۔** (پوائنٹ آف آرڈر) لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھی جاسکتی۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** مولانا صاحب ان کو اجازت دیں بے چارہ یہ (مداخلت)

○ **مسٹر جعفر خان مندوخیل۔ (وزیر تعلیم)۔** (پوائنٹ آف آرڈر) معزز رکن لکھی تقریر پڑھ رہے ہیں اور لکھا بھی ارجن داس نے ہے اس میں ہر وقت ہمارا استحقاق پھر ادھر اسمبلی میں مجروح کردیتے ہیں ارجن داس کی لکھی ہوئی تقریر میرے خیال میں گروہ صاحب اگر اپنے الفاظ کہہ دیں تو وہ بہت میٹھے اور اچھے الفاظ ہوں گے۔

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** جناب اسپیکر صاحب۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** ارجن داس صاحب آپ بیٹھیں جب میں نے ان کو اجازت دی ہے۔ ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** جناب اسپیکر صاحب۔ میں آنرایبل منسٹر ایجوکیشن سے پوچھوں گا کہ جناب آپ نے کون سی تقریر اپنی زبان سے کی ہے لکھی تقریر آپ نے بھی کی ہے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** یہ مرضی ہے کہ میں کسی کو اجازت دوں یا نہ دوں آپ بیٹھ جائیں عاصم بھائی

ان (سردار سنت سنگھ صاحب) کو آپ بات کرنے دیں۔۔۔ (مداخلت)

○ **میر عاصم کرد۔** میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آئی جے آئی کے قائد نواز شریف نے آج تک زبانی تقریر کی ہے وہ بھی پڑھ کر سناتے ہیں۔۔۔ (مداخلت)

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** آپ بیٹھیں۔

○ **سردار سنت سنگھ۔** جناب اسپیکر صاحب۔ (سکھ مت کے مذہبی الفاظ) گروہ بانی ہے کہ جو حکمران عوامی مسئلہ پر۔۔۔ (مداخلت)

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** یہ اسمبلی رولز کی خلاف ورزی نہیں یہ میری مرضی ہے کہ میں اس کو اجازت دوں یا نہ دوں' آپ بیٹھیں۔

○ **مولانا عبدالغفور حیدری۔ (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)۔** جناب میں سمجھتا ہوں اس طرح کی اگر روایات رہیں پھر آگے جاکر یہ مسئلہ آپ کے لئے بھی مشکل ہو جائے گا۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** مشکل نہیں ہوگا' بیٹھیں آپ۔

○ **سردار سنت سنگھ۔** جناب اسپیکر صاحب۔ گروہ کی بانی ہے کہ جو حکمران عوامی مسئلہ پر فیصلہ نہیں کرسکتا۔ اس سکرام کو مستعفی ہونا چاہئے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

○ **مسٹر سعید احمد ہاشمی۔ (وزیر قانون)۔** جناب اسپیکر صاحب۔ اگر اجازت ہو میرے خیال میں محرک سارے بول چکے ہیں۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** میرے خیال میں ہاشمی صاحب ان کو موقع دیں تاکہ یہ ختم ہو جائیں۔ سردار صاحب آپ نے اگر کوئی ٹھیک ہے کچکول صاحب جاری رکھیں۔

○ **مسٹر کچکول علی۔** ہم تو کسی کو مستعفی ہونے کا نہیں کہتے ہیں جو یہ مسئلہ پیدا ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ ایک آئینی اور پاکستان کی جو چار قومیں ہیں اس سلسلے میں ہم دیکھ لیں گے کے یہاں پاکستان میں شروع سے لے کر اب تک کیا ہو رہا ہے جہاں تک بلوچستان کا استحقاق مجروح ہوچکا ہے وہ تو ۱۹۴۸ء میں مجروح ہوچکی ہے۔

جب پاکستان نے اس پر حملہ کیا لیکن جو بعد میں ہوئے ان کا تذکرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ چار پانچ سال سے یا کہ چار پانچ سال سے کم اس قلیل مدت میں ہمارے ہی سیاسی شخصیات یا کہ ارباب اقتدار بھی ہوئے ہیں انہوں نے خود ہی ہر جگہ یہ ڈھنڈورہ رچایا ہے۔ ہر چند کہ اس آئین میں کسی قوم کے حقوق کا تعین نہیں کیا گیا ہے۔ ۱۹۷۳ء کا جو آئین ہے ہم بحیثیت ایک قوم کے اس آئین سے تعلق بھی ہیں ہیں لیکن جو انہوں نے اس نام نہاد آئین میں دیئے ہیں اس کو بار بار وہ Violate کر رہے ہیں۔

○ **مسٹر سعید احمد ہاشمی۔** (وزیر قانون)۔ (پوائنٹ آف آرڈر)

○ **مسٹر کچکول علی۔** Pardon me Sir مجھے پتہ ہے آپ کو کچھ زور ۔ ۔ ۔ ۔ (مداخلت) یہ روزانہ حلف اٹھاتے ہیں یہ کوئی بات نہیں ہے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** ابھی آپ اسمبلی میں بات کر رہے ہیں باہر نہیں ہیں آپ

○ **مسٹر کچکول علی۔** Sir کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم لوگ ہر ایک چیز کو Light لے رہے ہیں یہ تو سب سے بڑی ہماری کمزوری ہے ہم ہر چیز کو' ہم بس ہنسی مذاق میں لے رہے ہیں حالانکہ یہاں قوموں کے حقوق کے سلسلے میں یہ سارے مسائل ہیں۔ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ خود ہی ہمارے بلوچستان کی کابینہ نے فیصلہ صادر فرمایا تھا۔ متفقہ طور پر کہ یہاں کے حالات اور موسم اس طرح سے ہے کہ ہم اپریل کو یہ الیکشن کروائیں گے ساتھ ساتھ صوبہ سرحد کی اسمبلی نے اس سلسلے میں متفقہ قرارداد بھی پاس کرایا تھا کہ انتخابات نومبر کو نہیں ہونے چاہئیں۔ اسی طرح سندھ کے قائم مقام وزیراعلیٰ نے بھی یہ تجویز پیش کی تھی کہ سندھ کی جو صورتحال ہے اس وقت انتخابات کے لئے مناسب نہیں ہے۔ انتخابات کو ملتوی کیا جائے کل یا پرسوں تک ریڈیو میں بھی ہم لوگوں نے یہ سنا تھا کہ انتخابات اپریل کو ہوں گے۔ ہمارے بلوچستان کی حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے اس کے باوجود جب حال ہی میں وزیراعظم صاحب نے ہمارے وزیراعلیٰ کو اور دیگر جتنے صوبہ جات ہیں ان کے وزراء اعلیٰ صاحبان کو وہاں طلب کیا اور وہی فیصلہ ان پر ٹھونس دیا کہ بھائی آپ لوگوں کو کچھ کہنا نہیں جو فیصلہ پنجاب کا ہے۔ دیکھئے ہم کو پنجاب کے مظلوم عوام سے کوئی دشمنی نہیں۔ ہمیں وہاں کی بیوروکریسی سے شکایت ہے۔ وہاں کی ملٹری سے ہے ہمیں بھی پتہ ہے کہ وہاں دیہاتوں میں لوگوں کی کیا زندگی ہے لیکن جو فیصلہ پنجاب کیا ہے ہماری جو یہاں حکومت ہے بلوچستان کی اس نے بغیر چوں چراں کے وہاں سے جب سگنل ملا انہوں نے نوٹیفکیشن ایشو کیا اخبار میں آیا انہیں یہ بھی احساس نہیں تھا کہ پرسوں یا ترسوں ہم لوگوں نے ۔ ۔ ۔ ۔

○ مسٹر جعفر مندوخیل۔ (وزیر تعلیم)۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب یہ سگنل کیا ہوتا ہے؟

○ مسٹر کچکول علی۔ سگنل یہی ہوتا ہے جو آپ کو ہر وقت ملتا رہتا ہے۔

○ جناب ڈپٹی اسپیکر۔ یہ سگنل ہے ۔ ۔ ۔ ۔(مداخلت) آپ بیٹھیں وہ اپنی بات پوری کریں۔

○ مسٹر جعفر مندوخیل۔ (وزیر تعلیم)۔ ہم کو سمجھ نہیں آئی۔

○ مسٹر کچکول علی۔ بھائی کہنے مطلب یہ ہے کہ ہم لوگوں نے اسی دن دیکھ لیا۔ انگریزی میں ایک مقولہ ہے کہ .First Impression is the last impression وزیراعلیٰ نے جب یہاں یہ جو پہلے دن تقریر کی کہ فلاں فلاں لوگوں نے دھاندلی کی ہے۔ میں ان ڈپٹی کمشنروں کو برطرف کرلوں گا' Suspend کرلوں گا مجھے پتہ نہیں ہے اشارہ ملا کہ بھائی آپ کیا کر رہے ہیں دوسرے دن ہم لوگوں نے دیکھا کہ ان احکامات کو دوسرے دن اڑا دیئے اس کو جو نہ آئینی حقوق ملے ہیں وہ دینے لئے نہ وفاق تیار ہے اور نہ یہاں ہمارے۔ ۔ ۔ ۔

○ جناب ڈپٹی اسپیکر۔ آپ اپنی تحریک کے متعلق بات کریں۔

○ مسٹر کچکول علی۔ کر رہا ہوں ایسا نہیں کہ میں اس سے ہٹ رہا ہوں۔ ہم کہتے ہیں کہ حقوق آئین نے ہمیں دیئے ہیں' وفاق وہ حقوق دینے کے لئے بھی تیار نہیں ہے اور ہمارے جو نمائندے ہیں انہیں بھی یہ صلاحیت حاصل نہیں کہ ہمیں دیئے گئے ہیں ہم لوگ ان کی پاسداری کریں' انہیں ہم کسی کو چھیننے نہ دیں اس سلسلے میں جو یہ موشن ہمارے دوستوں نے پاس کیا ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ چاہے وہ حزب اختلاف ہو یا کہ حزب اقتدار یہ ہمارا سیاسی فرض بنتا ہے کہ ہم لوگ یہاں کے عوام کی خاطر جو حقوق ہیں ان کے لئے لڑیں اور وفاق یا پنجاب ہٹ دھرمی کر رہا ہے ہم لوگ ان کی اس ہٹ دھرمی پر خاموش نہ رہیں جو فیصلہ صوبائی گورنمنٹ نے کیا ہے ہم کہتے ہیں کہ ہماری صوبائی گورنمنٹ کو یہ چاہئے کہ وہ اس پر قائم و دائم رہے تاکہ دوسرے بھی دیکھ لیں کہ یہ جو فیصلہ کرلیں گے کچھ حقوق جو دیئے گئے ہیں سلامت رہے بیزار ہے دوسرے حقوق لینے پر جو دیئے گئے ہیں انہیں چھین نہ لیں میں کہتا ہوں کہ یہ جو تحریک ہے یہ بالکل ایک اہم تحریک ہے اور اس کو صرف یہ نہیں کہ ہم لوگ یہ پاس کرلیں یہاں تو ہر چیز پاس ہوتا ہے۔ پھر تحریک کی شکل میں' اس پر بلوچستان کی گورنمنٹ کو اسٹینڈ (Stand) لینا چاہئے کہ آپ کیوں ہمارے حقوق جو اس نے خود ہی دیئے ہیں کہ بھائی آپ لوگوں کو خودمختاری جو ہے وہ ہم لوگ دے چکے ہیں پہلے انہی لوگوں نے ہی' نواز شریف نے اپنے دوسرے صدر اسحاق

خان وغیرہ کے ساتھ ہر جگہ یہ شوشا رچایا تھا کہ سابقہ جو حکومت ہے وہ صوبوں کو خودمختاری نہیں دے رہی تھی اس لئے انہوں نے بڑا عظیم گناہ کیا۔ اسمبلی توڑا ابھی تو جب انہوں نے اسمبلی توڑا اور اس بنیاد پر کہ قوموں کو صوبوں کو ان کی خودمختاری نہیں مل رہی تھی ابھی وہ خود کیا کر رہے ہیں ہم کہتے ہیں کہ اس سلسلے میں ہمارے پاس جواز بھی اور اور اس مسئلے کو ہم لوگ اٹھا سکتے ہیں اور اس سلسلے میں بلوچستان گورنمنٹ اور ہمارے اپوزیشن کے ممبران ہیں جو بھی ہیں بلوچستان کے عوام کی خاطر ہم بالکل تیار ہیں اس سلسلے میں میں کہتا ہوں کہ بالکل ایک ٹھوس قدم اٹھانا چاہئے ہم لوگوں کو اپریل میں اپنے الیکشن کرنے چاہئیں تاکہ وفاق پنجاب یہ سمجھ لے کہ ہروقت ہم ان کی غلامی کے لئے تیار نہیں کہ وہ جو بھی Indication ہمیں دیں ہم لوگ کہتے ہیں کہ اس کی Implement ہونی چاہئے۔

○ **ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔** مسٹر اسپیکر۔ ہمارا شروع سے یہ موقف رہا ہے کہ پاکستان کثیرالقومی ریاست ہے اس کثیر القومی ریاست میں ہر قوم کا یہ حق ہے کہ وہ اپنے سیاسی' معاشی حق کا تحفظ کرے لیکن بدقسمتی سے شروع ہی سے یہاں سیاسی و معاشی حاکمیت پنجاب کے بالادست طبقہ نے لیا ہے۔ پنجاب کے بالا دست طبقہ کی یہ خواہش ہے کہ ان کو سب کچھ سمجھا جاتا ہے۔ بلوچستان سندھ اور پختون خواہ کے عوام اس کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں یہ جو تحریک استحقاق پیش کی ہے - میرے خیال میں اس کے بارے میں سنجیدہ حلقوں کو سوچنا پڑے گا جو ہمارے اس موقف سے اختلاف رکھتے تھے کہ آپ لوگوں کو Punjab Phobia ہوگیا ہے یہ آپ لوگوں کی سیاست ہے وہ بنیادی طور پر پنجاب دشمی پر مبنی ہے بلکہ ہم نے شروع سے اس بات کو واضح طور پر رکھا ہے کہ یہ پنجاب کا بالا دست طبقہ جس نے پاکستان کے مظلوم طبقہ اور محکوم طبقہ کو اپنی بالا دستی میں جکڑ رکھا ہے ہم اس کے خلاف ہیں جو کہ دیکھا جائے تو یہ مسئلہ تحریک استحقاق کی حد تک ہے یہ اس حد تک ٹریژری بینچز اور کابینہ کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں اس کو اس زاویہ سے اس (اینگل) سے نہیں دیکھتا ہوں بلکہ یہ Violation of Constitution ہے یہاں پراونشل اٹانومی جو ۱۹۷۳ء کے آئین میں دی گئی ہے جس پر یہاں شروع سے قوموں نے اتفاق کیا ہے لیکن اس کے باوجود موجودہ آئین کے بھی خلاف یہ ایکٹ ہے یہ لوکل باڈیز ٹوٹلی پراونشل سبجیکٹ ہے اس میں پراونشل گورنمنٹ کی رائے کو اہمیت دی جائے گی۔ آئین کے حوالے سے کہ چہ جائیکہ جب بلوچستان' پختون خواہ اور سندھ گورنمنٹ نے مجموعی طور پر ڈیمانڈ کیا کہ جی ہم اس وقت اپنے سیاسی یا موسمی حالت کی وجہ سے اپنے الیکشن نہیں کرواسکتے۔ کیونکہ پنجاب میں ایک کوآپریٹو سوسائٹیز کا مسئلہ چل رہا ہے وہ اس وقت شارپ ہوگیا ہے اور پنجاب گورنمنٹ نے وہاں آئی جے آئی گورنمنٹ اس مسئلہ

میں الجھی ہوئی ہے تاکہ وہ لوگوں کے خیالات کو اور لوگوں کے Contious Divert کریں اس لئے یہ ضروری ہے کہ اب بلدیاتی الیکشن کے مسئلہ کو اٹھایا جائے اور جو لوگ اس میں جیت جائیں نان پارٹی بنیادوں پر وہ ان اپنے ہونگے لہٰذا میری اس ایوان سے یہ درخواست ہے کہ اسپیکر صاحب آپ سے بھی کہ میں یہاں بنیادی طور پر آئین کی بات کر رہا ہوں اگر ایک عام آدمی یا کوئی کمزور گورنمنٹ یا مظلوم قوم اس کو وائلٹ کرے تو اس کو کیا سے کیا سزا بھگتنا پڑے لیکن حکمران طبقہ اس کو وائلٹ کر رہا ہے یا وائلٹ کرے تو اس لئے میری تمام ایوان سے تمام ممبران سے گذارش ہے کہ وہ اس بات پر اپنا بنیادی طور پر اسٹینڈ لیں جو آئین میں پراونشل سبجیکٹ ہی دیئے گئے ہیں۔ بلدیاتی الیکشن ان میں سے ایک ہے لہٰذا آپ اس پر اسٹینڈ لیں ان الفاظ کے ساتھ میں اس تحریک استحقاق کی حمایت کرتا ہوں۔

○ مسٹر سعید احمد ہاشمی۔ (وزیر قانون)۔ جناب اسپیکر صاحب۔ محرک حضرات نے اپنی اس تحریک استحقاق پر اپنا اپنا نکتہ نظر پیش کیا۔ سب سے پہلے اس ایوان میں آپ کے توسط سے میں یقین دلاتا ہوں کہ اس معاملہ میں جہاں تک آئین میں دی گئی صوبائی خودمختاری کے حوالے سے کوئی خلاف ورزی نہیں ہوئی ہے میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ کابینہ نے دو بار اس معاملے پر غور کرکے یہ فیصلہ کیا کہ اپنے سیاسی حالات اور موسمی حالات ایسے ہیں کہ ہم لوکل باڈیز کے الیکشن اپریل میں کرنا چاہتے ہیں بہرحال گورنمنٹ کی یہ بات درست ہے تمام چیف منسٹر صاحب اسلام آباد گئے۔ اس موقع پر ان کے اس موضوع پر آپس میں صلاح مشورے ہوئے اس حد تک تو یہ بات درست ہے کہ ہر صوبے نے اپنا نکتہ نظر پیش کیا اس کے علاوہ ہماری صوبائی اسمبلی کی قرارداد اس پر موجود ہے کہ وہ اٹھائیس نومبر کو الیکشن نہیں کرنا چاہتے لیکن کل حتمی طور پر کابینہ نے یہ فیصلہ کیا رات کو میری بات چیت منسٹر صاحب سے ہوئی ان کو یاد دلایا کہ کابینہ نے یہ فیصلہ کیا ہے انہوں نے اپنی جانب سے آج جو بھی فیصلہ وفاقی کابینہ مین ہوا ہے جو بھی وفاقی کابینہ میں فیصلہ ہوگا۔ وہاں بھی بلوچستان کا نکتہ نظر یہی ہوگا کہ جو فیصلہ ہماری کابینہ نے کیا یہاں میں یہ گذارش کروں گا کہ بلوچستان الیکشن اتھارٹی نے جو نوٹیفکیشن جاری کیاگیا ہے وہ بھی چیف منسٹر صاحب کی ہدایت پر جاری نہیں کیا گیا ہے وہ کسی وفاقی منسٹری کے کہنے پر یا کسی گورنمنٹ کے کہنے پر ہوا لیکن یہاں یہ بات بھی میں مانتا ہوں کہ رولز آف بزنس کے تحت چیف منسٹر ایسا کرسکتے ہیں لیکن اگر ایمرجنسی میں چیف منسٹر ایسا کوئی فیصلہ کرتا ہے جو کابینہ میں ضروری ہو تو یہ ان پر لازمی ہے کہ وہ اس معاملہ کو فوری طور پر کابینہ میں لائیں میں امید کرتا ہوں کہ آج شام یا کل صبح یہ فیصلہ دوبارہ صوبائی کابینہ میں آئے گا چونکہ صوبائی کابینہ کا فیصلہ ہے اور ہمارے جو ساتھی موجود ہیں وہ بھی چاہتے ہیں کہ یہ الیکشن ملتوی

ہونے چاہئیں۔ صوبائی کابینہ کو یہ اختلاف ہے کہ لوکل باڈیز کے الیکشن کو ملتوی ہونا چاہئے معاملہ ہی کوئی ایسی نوعیت کا تھا کہ اس پر ایوان غور کرتا اور اظہار خیال ہوتا تو بہتر تھا اور ساتھ سیاسی طور پر بھی اچھا تھا ہم نے اس کی مخالفت کی اس لئے کہ یہ بہتر تھا کہ تحریک التواء ہوتی۔ تاہم دوستوں نے اور اپوزیشن کے ساتھیوں کے نکتہ نظر کی وضاحت ہوگئی۔ انہوں نے بڑے اچھے اور موثر انداز میں اظہار کیا خیال کیا میں آپ کے توسط سے جناب اسپیکر۔ ان کو یقین دلاتا ہوں اپنی کابینہ کے وہ حضرات جو اس فیصلہ میں موجود تھے اور اس ایوان میں بھی موجود ہیں انشاء اللہ وہ اپنے استحقاق کو جانتے ہیں اور ہر اس فورم میں جو فیصلہ بلوچستان کے حق میں ہوگا ہمیشہ کی طرح کھڑی رہے گی یہ باتیں ہمیں اس ایوان میں کرنا پڑیں یا جو بھی بلوچستان کے مفاد میں ہوگا یا اسلام آباد جاکر ہمیں واضح کرنا پڑیں ہم کریں گے۔ میں اپنے دوست کے اس شعر کے جواب میں یہ عرض کروں گا۔

"ہم عکس ہیں ایک دوسرے کا چہرے ہیں یہ آئینے نہیں"

○ مولانا عبدالغفور حیدری۔ (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ) جناب اسپیکر۔ یہ جو تحریک استحقاق پیش ہوئی ہے اور جہاں تک اس قرارداد کے مندرجات ہیں میں سمجھتا ہوں۔ اس سے ایک بات واضح ہے کہ چاہے حزب اقتدار میں ہی کیوں نہ ہوں لیکن جو زیادتی ہوگی ہم اس کو اقتدار کی بینچوں پر بھی بیٹھ کر بھی اس زیادتی کی مخالفت کریں گے اور جو ناانصافی ہوگی اس کو ہم کسی صورت میں برداشت نہیں کریں گے اور میں اس کے متعلق یہ سمجھتا ہوں کہ کابینہ نے صوبہ کے حالات کی روشنی میں اس پر ایک بار نہیں بلکہ دو بار غور کیا ہے اور بہت ہی غور و خوض کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ صوبے کے حالات کے تقاضے کچھ اس طرح ہیں فی الحال انتخابات ملتوی کردیئے جائیں اگر مرکزی حکومت کو مجبوری ہے تو بھی بلوچستان کے عوام کو اور کابینہ کو اعتماد میں لینا چاہئے اور اگر وہ اس قسم کے فیصلے پر بضد ہیں تو وہ یہاں کے بلوچستان کے عوام کو اعتماد میں لیں کیونکہ ہم سمجھتے ہیں اس طرح کے اعلانات سے غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور انتخابات کے لئے کچھ سرگرمیاں شروع ہوئی تھیں وہ بھی ابھی ماند پڑ گئیں ہیں پھر اچانک اس قسم کا اعلان یہاں بلوچستان کے عوام سے زیادتی ہے اور جو صوبائی خودمختاری کی بات ہے اور آئین کے حوالے سے کی جاتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے صوبے کو آئین کے مطابق اختیار ہوگا کہ اگر ہم بلدیاتی الیکشن ملتوی کرنا چاہیں تو کرسکتے ہیں۔ بہرکیف یہ ایک بات تھی جو سب سمجھتے ہیں کہ ہماری کابینہ کی بھرپور مرکز سے سفارش ہوگی کہ وہ اس پر نظرثانی کریں لیکن فائنل وزیراعظم ہی کرسکتا ہے یا مرکز کرسکتا ہے یہ آئین اور اختیار کی حد تک کی بات ہے۔

لیکن ہم اس کے متعلق یہ سمجھتے ہیں کہ کابینہ سمیت بلوچستان کے عوام کا بھی اس میں استحقاق مجروح ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں یہ عمل قابل مذمت ہے۔

(ڈیسک بجانے کی آوازیں)

○ **میر ہمایوں خان مری۔** جناب میں ایک بات محترم وزیر صاحب سے پوچھوں گا جو انہوں نے کہی' جس طرح انہوں نے کہا کہ فائنل وزیراعظم کی مرضی سے ہوگا تو میں یہ کہوں گا کہ وزیر اعظم اس کا مجاز نہیں ہے وہ Impose کرنا چاہے تو یہ دوسری بات ہے۔

○ **مولانا عبدالغفور حیدری۔ وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ۔** ایک حکومت میں رہتے ہوئے میں نے ایک طریقہ کار کی بات کی ہے اور ایک ضابطہ ہوتا ہے اپنے احباب سے ایک رائے لی جاسکتی ہے یہ کوئی ممنوعہ بات نہیں ہے۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** جناب والا۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ ایک چیز کو امپوز کر رہے ہیں۔ وزیراعظم کا مزاج ہے یہاں پر کوآپریٹو سوسائٹیوں کی بات ہو رہی ہے۔ یہاں ہمارے بلوچستان کی بات تو نہیں ہے وہ بات اگر یہاں امپوز کرنا چاہیں تو یہ ان کی مرضی ہے وہ ان کو ماننا چاہتے ہیں جس طرح معزز وزیر صاحب کہہ رہے ہیں تو ٹھیک ہے وہ اس چیز کو یہاں امپوز کر رہے ہیں پھر وہ جس طرح چاہیں امپوز کریں۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** یہ ان کی اپنی رائے ہے۔

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** جناب اسپیکر۔ قاعدہ نمبر ۷۰ الف میں صاف طور پر واضح ہے اور اس میں درج ہے کہ اگر اسپیکر صاحب ایک تحریک کو باضابطہ قرار دے دے تو اسمبلی فیصلہ کرنے کی مجاز ہوگی جناب اسپیکر اس تحریک کے حوالے سے میں یہ گذارش کروں گا کہ آپ اس وقت ایسی کرسی پر بیٹھے ہیں جس پر اس وقت جانبداری یا غیر جانبداری کا کوئی شک اور شبہ نہیں ہے لیکن اس وقت اکثریت نے جو بات کی ہے ان میں خان عبدالحمید خان اس وقت ایک پارٹی کو کمانڈ کر رہے ہیں۔ انہوں نے حمایت کی' مسٹر کچکول علی اور ڈاکٹر مالک صاحب ایک پارٹی کو کمانڈ کررہے ہیں۔ انہوں نے اس کی حمایت کی۔ - - جمہوری وطن پارٹی کی اکثریت کی رائے اور مولانا عبدالغفور حیدری صاحب کی حمایت' لہٰذا آپ اپنا فیصلہ دیں' ہاشمی صاحب تو بہت ساری باتیں کرتے ہیں وہ بہت باتیں کرنے کے عادی ہیں انہوں نے اپنی کرسی بھی بچائی ہے۔ جناب ہاشمی صاحب بلوچستان

کے عوام کی بات ہے آپ عوام کا احساس کریں اپنی فکر میں نہ رہیں- میں جناب شاہ صاحب سے گذارش کروں گا کہ آپ ایک سید گھرانے کے ہیں بڑے افسوس کی بات ہے کرسی افضل ہے یا عوام؟ خدا کرے کرسی کے پیچھے نہ بھاگیں اس سے قبل تو ہم نے آپ کو کرسی کے پیچھے بھاگتے دیکھا ہے- جناب اسپیکر- آپ رولنگ دے دیں اور اس تحریک کی حمایت میں اکثریت نے بولا ہے-

○ **مسٹر سعید احمد ہاشمی-** (وزیر قانون)- جناب اسپیکر- یہ سب کو پتہ ہے کہ ہم کرسی کے پیچھے کتنے بھاگتے ہیں- اس تحریک کا فیصلہ کرنے کی صوبائی حکومت مجاز ہے اور وہی فیصلہ کرے گی-

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی-** جناب اسپیکر- آپ قاعدہ نمبر ۶۰ کی روشنی میں فیصلہ کریں- آپ مجاز ہیں-

○ **میر ذوالفقار علی مگسی-** (وزیر داخلہ)- آپ کی اجازت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے متعلق اپوزیشن کے ارکان نے بھی تقاریر بھی کیں ہیں آزاد ممبران نے بھی رائے دی ہے اندر دل سے تو ہم ان کے ساتھ ہیں- انہوں نے سچ کہا ہے ہم ان کے ساتھ ہیں-(ڈیسک بجانے کی آواز)

ایک سال کا عرصہ ہماری حکومت کو ہونے والا ہے کئی دفعہ ہم کو زہر کا گھونٹ بھی پینا پڑا ہے لیکن اب حالات ایسے ہوگئے ہیں کہ برداشت ہماری ختم ہوچکی ہے- ہمارے وزیراعلیٰ صاحب اسلام آباد جاکر کس قسم کے فیصلے کرتے ہیں میں اور ہاشمی صاحب کل رات ٹیلی فون پر بات کرتے رہے- انہوں نے بھی اپنے صلاح و مشورے میں یہی رائے دی کہ ہم جو کارروائی کر رہے ہیں وہ بہت غلط کر رہے ہیں- حقیقت بیان کرنا میرا فرض بنتا ہے-(ڈیسک بجائے گئے)

آج صبح جب مجھے کوئی اور راستہ نہ ملا تو میں نے عبدالکریم نوشیروانی صاحب سے کہا کہ آپ ذرا یہ تحریک پیش کردیں کیونکہ ہم میں سے کسی کو اس تحریک کے پیش کرنے کی ہمت نہ ہوئی- انہوں نے یہ ہم سب پر احسان کیا جو یہ تحریک پیش کی- جناب والا- میں اس الیکشن کی سخت مخالفت کرتا ہوں بحیثیت ہوم منسٹر یہ الیکشن اپریل میں ہونے چاہئیں- یہ کابینہ کا فیصلہ ہے اور کابینہ کا فیصلہ واحد چیف منسٹر نہیں توڑ سکتا- شکریہ-

○ **نواب محمد اکبر خان بگٹی-** (لیڈر آف دی اپوزیشن)- جناب اسپیکر- جب بھی کابینہ کسی معاملہ پر فیصلہ کرتی ہے تو اس فیصلہ کو کوئی ایک وزیر یا وزیراعلیٰ توڑ نہیں سکتا اور اس کے برعکس فیصلہ صادر

نہیں کرسکتا۔ یہاں مسئلہ ہے کہ صوبائی خودمختاری کا بلدیاتی الیکشن صوبائی خودمختاری میں آتی ہے اور ان چیزوں کا فیصلہ کرنا ہے اور کب نہیں کرنا ہے اس کی صوبائی حکومت مجاز ہے۔ مگر بدقسمتی سے یہاں پر صوبائی حکومت نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس لئے ہر فیصلہ اوپر سے ٹھونسا جاتا ہے ابھی چند منٹ پہلے مولانا صاحب نے خود تسلیم کیا کہ یہ کابینہ کا فیصلہ تھا دو بار کہ یہ الیکشن اگلے سال ہونے چاہئیں۔ وزیراعلیٰ بشمول کچھ دوسرے وزراء صاحبان کے اسلام آباد گئے وہاں میاں نواز شریف وزیراعظم پاکستان نے کہا کہ یہ الیکشن اس سال ہی ہونے چاہئیں۔ بہرحال ان کے کہنے پر یا اس مجبوری' بصورت دیگر ہماری بلوچستان کی حکومت نے ان کے احکامات کو تسلیم کیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں صوبائی حکومت کا نام نشان نہیں ہے اور جو صوبائی حکومت ہے جنہوں نے حلف اٹھایا ہوا ہے کہ وہ حقوق کی نگہبانی کریں گے اس پر قائم رہیں گے۔ اس سے غافل ہیں اس پر عمل نہیں کر رہے ہیں۔ اپنے ہاتھ سے اپنے حقوق مرکز کو واپس دے رہے ہیں۔ ایک تو مرکز خود حقوق چھیننے کے پیچھے رہتا ہے اور مرکزی حکومت کی کوشش ہوتی ہے کہ صوبے کو کم سے کم حقوق دیئے جائیں اور یہاں یہ حال ہے کہ ان کی کوشش کے برعکس صوبائی حکومت ان کو ہر چیز خود واپس کرنے کے لئے تیار ہے۔ مرکز اشارہ کرے یا جیسے کہا گیا کہ مرکز سگنل کرے یہاں سگنل پر سب کچھ ہوتا ہے۔ یعنی ریموٹ کنٹرول پر سب کچھ ہوتا ہے۔ اب کل کی بات ہے کہ اسلام آباد سے تین حضرات نے مجھے فون کیا ایک ہمارے بلوچستان کے صوبائی وزیر ہیں اور دو مرکزی وزیر یعنی فیڈرل منسٹر صاحبان نے اپنی طرف سے مجھے مختلف اوقات میں فون کئے' فون پر صوبائی وزیر نے تو یہ کہا کہ ہمارا فیصلہ تو یہاں پر رد کیا جارہا ہے۔ مرکز زور دے رہا کہ اس پر اصرار مت کرو۔ اسی سال سارے ملک میں الیکشن ہونے چاہئیں۔ ہمارا چیف منسٹر مجبور ہے وہ اپنے کو ایگزرٹ نہیں کرسکتا کیونکہ وہ کمزور ہے اور سب نے مل کر ان کو کمزور کیا' صوبہ بھی ممکن ہے۔ ایک تو وہ اپنی جان سے کمزور ہوں اور دوسرے سب ساتھی مل کر انہیں نچوڑتے رہیں تو اور بھی کمزور ہوجائیں گے۔ مرکزی وزراء نے از سر خود مجھ سے پوچھا آپ لوگ کیا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ یہ عجیب سوال مجھ سے کر رہے ہیں۔ یہ فیصلہ تو گورنمنٹ کو کرنا ہے' صوبائی حکومت کو کرنا ہے کہا کہ ہم آپ سے پوچھ رہے ہیں ہم نے کہا کہ ہمیں اس میں کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے کہ الیکشن اس سال ہوں یا اگلے سال ہو بہرحال آپ لوگوں کو یہ دیکھنا چاہئے کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کیسی ہے۔ سیاسی حالات کیسے ہیں آیا یہ الیکشن اس سال مناسب ہیں یا اگلے سال' میں نے اس پر توجہ نہیں دی ہے۔ ان کا کہنا یہ تھا کہ اگر اس سال الیکشن نہیں ہوئے تو کبھی نہیں ہونگے۔ میرے لئے یہ حیرانگی کی

بات تھی میں نے پوچھا کہ اگر اس سال الیکشن نہ ہو پائے تو اگلے سال کیوں نہیں ہوسکتے ہیں کہنے لگے کہ ملک کے حالات- یہ مرکزی دو وزراء صاحبان کہہ رہے ہیں جو اہم پورٹ فیلیو پر فائز ہیں- یہ حالات تیزی سے خراب سے خراب تر ہوتے جارہے ہیں- اس واسطے ہم کہہ رہے ہیں کہ اگلے سال مارچ یا اپریل جیسا کہ آپ لوگ کہہ رہے ہیں- ہم سمجھتے ہیں کہ اس وقت یہ ممکن نہیں ہے اس کے بعد الیکشن ہو ہی نہیں سکتے ہیں- یہ الیکشن اب ہونگے یا پھر ہو ہی نہیں سکیں گے- ہم نے کہا کہ اگر نہیں ہوسکیں گے تو ہم کیا کرسکتے ہیں- آپ نالائقوں کی ایک ٹیم وہاں بیٹھی ہوئی ہے اگر نہیں الیکشن ہوتے ہیں تو یہ آپ لوگوں کی وجہ سے ہے- ہم کیا کرسکتے ہیں ہماری کیا ذمہ داری ہے' کہنے لگے نہیں جناب آپ لوگ قبول کریں تاکہ یہ الیکشن اسی سال ہوں اور ہم اس مصیبت سے بچ جائیں- ایک بار ہوگئے تو پھر دیکھا جائے گا نہیں تو اگلے سال نہیں ہوسکیں گے- حالات اتنی تیزی سے خراب ہورہے ہیں اور پتہ نہیں اگلے سال کیا ہوجائے گا- میں نے کہا اس کی بھی ذمہ داری آپ لوگوں پر ہے- ہم تو اس کے ذمہ دار نہیں ہیں ہم تو بلوچستان میں بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ بھی خاص کر اپوزیشن میں بیٹھے ہیں- اس کی بھی تمام ذمہ داری آپ لوگوں پر ہے آپ اس ذمہ داری کو تقسیم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ یہ اوروں کے گلے میں ڈال دیں- اس کے لئے ہم کسی صورت میں بھی تیار نہیں ہیں- آپ کے بگاڑے ہوئے حالات ہیں- آپ ہی نے حالات بگاڑے ہیں آپ ہی اس سے نمٹیں- اس بات میں میں آپ کو اور ہاؤس کو تھوڑا سا باخبر کرنا چاہتا تھا کہ وہاں یہ کھچڑی پک رہی ہے آگے اس ہاؤس کا اختیار ہے کہ اس پر جو فیصلہ دے- شکریہ-

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر-** ایوان میں سب کی رائے یہی ہے کہ اس تحریک پر فیصلہ محفوظ رکھا جائے- تحریک استحقاق نمبر۹ اور تحریک التواء نمبر۱۰ اور تحریک التواء نمبر۱۱

○ **نواب محمد اسلم رئیسانی-** (وزیر خزانہ)- جناب اسپیکر- کابینہ نے بلدیاتی الیکشن کے بارے میں دو فیصلے کئے تھے یعنی عید کے بعد' رمضان کے بعد کئے جائیں- اس سے ہم بھی متفق ہیں اور ہم بھی چاہتے ہیں کہ اگلے سال کئے جائیں اور اگر بلدیاتی الیکشن نہ ہوں تو کوئی آسمان نہیں ٹوٹ رہا تو اسپیکر صاحب آپ ایوان سے رائے لے لیں کہ الیکشن کئے جائیں یا ملتوی کئے جائیں؟

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر-** تحریک استحقاق نمبر۹ اور تحریک استحقاق نمبر۱۰ اور تحریک نمبر۱۱ کا فیصلہ محفوظ

رکھتا ہوں۔

○ **سردار محمد طاہر خان لونی۔** جناب اسپیکر۔ میں نے ایک تحریک پیش کی ہے خضدار انجینئرنگ کے متعلق۔۔۔۔

○ **مسٹر کچکول علی۔** جناب والا۔ پھر آپ یہ دیکھیں گے کہ اسلام آباد سے وہ آپ کو کیا کہیں گے؟ آپ ہمیں بتا دیں گے اس پر آپ کب فیصلہ دیں گے؟

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** اس تحریک استحقاق پر میں نے اپنا فیصلہ محفوظ رکھا ہے۔

○ **سردار محمد طاہر خان لونی۔** جناب اسپیکر۔ میں نے ایک تحریک استحقاق پیش کی ہے جو کہ خضدار انجینئرنگ کالج کے طلبہ کے متعلق ہے یہ طلباء سارے ہمارے بیٹے ہیں۔ میں ایسی بات نہیں کروں گا کہ جس سے کسی کی طبیعت خراب ہو کیونکہ ان طالبعلموں کی تعلیم ختم ہو رہی ہے۔ ان کے ساتھ جو ہوا ہے وہ تو ہوتا رہتا ہے' یہ تو ہماری روایات ہیں۔ میں ان کی تعلیم کے بارے میں عرض کروں گا کہ آپ لوگ براہ مہربانی ان کی تعلیم کا انتظام کریں۔ یہیں کوئٹہ میں بندوبست کریں یا پھر انہیں کہیں اور بھیج دیں کیونکہ وہ طالبعلم میرے پاس آئے ہیں اور خضدار کسی صورت میں نہیں جانا چاہتے ہیں میں سب سے عرض کروں گا۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** سردار محمد طاہر خان لونی صاحب نے تحریک استحقاق کا نوٹس دیا ہے لہٰذا وہ ایوان میں اپنی تحریک پیش کریں اور قاعدے کے مطابق اس پر بحث کریں۔

○ **سردار محمد طاہر خان لونی۔** جناب اسپیکر۔ آپ کی اجازت سے میں اس تحریک استحقاق کا نوٹس دیتا ہوں تحریک یہ ہے کہ خضدار انجینئرنگ کالج کے پشتون طلباء جن کو حالیہ دنوں میں کالج چھوڑ کر کوئٹہ آنا پڑا جس سے ان کی تعلیم پر برا اثر پڑا ہے بلکہ ان کے والدین سخت پریشانی میں مبتلا ہیں یہ ایک عوامی اہمیت کا اہم مسئلہ ہے لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** تحریک استحقاق جو پیش کی گئی یہ ہے کہ خضدار انجینئرنگ کالج کے پشتون طلباء جن کو حالیہ دنوں میں کالج چھوڑ کر کوئٹہ آنا پڑا جس سے ان کی تعلیم پر برا اثر پڑا ہے بلکہ ان کے والدین سخت پریشانی میں مبتلا ہیں یہ ایک عوامی اہمیت کا اہم مسئلہ ہے لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** سردار صاحب آپ اس پر مزید روشنی ڈالیں گے۔

○ **سردار محمد طاہر خان لونی۔** جناب اسپیکر۔ کل رات میرے پاس خضدار انجینئرنگ کالج کے پشتون طلباء کا ایک وفد آیا۔ انہوں نے ہمیں بتایا کہ جب کوئٹہ میں ناخوشگوار واقعہ ہوا تو ہمیں ایک دوست نے ٹیلی فون پر بتایا کہ کوئٹہ میں اس طرح کا واقع ہوا لہٰذا آپ لوگ اپنا خیال رکھیں کچھ دیر بعد ایک بلوچ طالب علم ہمارے پاس آیا اور اس نے بھی یہیں کہ کہ بھائی آپ لوگ اپنا خیال رکھیں کیونکہ کوئٹہ کے کے حالات بہت خراب ہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی آپ لوگوں کو نقصان دے انہوں نے کہا کہ پھر ہم لوگ ملیشیا کے میجر کے پاس گئے' ان سے کہا کہ ہمیں پناہ دیں میجر نے اپنے اعلیٰ افسران سے اجازت لی اور ہمیں وہاں بٹھایا کچھ دیر بعد جناب کمشنر' ڈپٹی کمشنر صاحب' اسسٹنٹ کمشنر صاحب تشریف لائے اور ہم لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ کوئی فکر نہ کریں آپ ہمارے بچے ہیں۔ ہم آپ حفاظت کریں گے۔ آپ کے سامان اور سب کچھ کا ہم ذمہ دار ہیں ہو سکتا ہے کہ حالات ٹھیک ہوں ہم وہاں بیٹھے رہے ہاسٹل میں ہمارے سامان کتابیں اور اسناد جو کچھ بھی تھا جلایا گیا یا لوٹا گیا وہ تو خیر ایک معمولی بات ہے دنیاوی تاوان تو انسان برداشت کر سکتا ہے جب ان کی جانوں کو نقصان نہیں پہنچا تو ہم اس پر خوش ہیں کہ بھائی آپ تو صحیح سلامت' خیر خیریت سے پہنچ گئے' ابھی رہا ان کی تعلیم کا سوال یہ ادھر بے کار بیٹھے ہیں۔ وہ میرے خیال میں نصف امتحان دے چکے ہیں اور نصف باقی رہ گیا جو چھوڑ کر یہاں آئے اور وہاں جانے سے خوفزدہ ہیں اور مجھ سے صاف کہا کہ ہم کسی صورت میں وہاں جانے کے لئے تیار نہیں لہٰذا میں اسمبلی فلور پر جو معزز ممبران صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان سے عرض کرتا ہوں کہ آپ مہربانی کرکے ہمارے بچوں کی تعلیم کا کوئی بندوبست کریں یا تو انہیں پنجاب یا فرنٹیر اور کراچی سے کہیں بھی ان کا بندوبست ہو سکے۔ ہمارے ساتھ مدد کریں۔

○ **مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی۔** جناب اسپیکر صاحب۔ اور معزز اراکین میرے خیال میں یہ استحقاق واقعی مجروح ہوا ہے اور یہ بہت اہمیت کی بات ہے اور میرے سارے ایوان کو اس معاملہ میں سوچنا چاہیئے یہ جو حالیہ واقعات کوئٹہ میں رونماء ہوئے ہیں۔ اس کے نتیجے میں خضدار' تربت' حب' قلات میں اس طرح کے واقعات ہوئے۔ یہ واقع نہیں بلکہ اسی خضدار میں سے لوگ ہمارے پاس دن رات آتے رہتے ہیں اور یہی رونا روتے ہیں کہ وہاں پر سو فیملی ابھی تک اس حالت اور کسمپرسی کی حالت میں ہے نہ ان کے لئے کھانے کا

انتظام ہے اور نہ ان کو کسی محفوظ جگہ پر پہنچانے کا بات یہاں آتی ہے کہ یہاں سے گورنمنٹ کے وزراء وفود جاتے ہیں اور وہاں سے مختلف قسم کی رپورٹیں لاتے ہیں کہ وہاں پر حالات بالکل ٹھیک ٹھاک ہے اور تربت میں بھی دکانیں کھل گئی ہیں۔ کاروبار شروع ہوا ہے اور وہاں مقامی لوگوں نے یقین دہانی کرائی ہے کہ ان کی حفاظت کی جائے گی اور یہی بات خضدار کے متعلق بھی ہم حکومت کی نوٹس میں پرزور طریقے سے یہ بات لائے ہیں کہ ان لوگوں کی حفاظت کا انتظام کرو اگر وہاں وہ لوگ خوش ہیں تو دل ماشاد ہم بھی یہیں چاہتے ہیں کہ وہ وہاں پر رہیں اور اگر وہ وہاں پر خوش نہیں اور وہاں پر نہیں رہ سکتے وہاں پر ابھی تک قتل و غارت گری کی باتیں ہوتی ہیں۔ اس کی تصدیق نہیں کرسکتے کہ کہاں تک درست ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہاں کے لوگ سخت نالاں ہیں' تکلیف میں کیمپوں میں ہیں۔ جناب ابھی تک اس بات کی تصدیق نہیں ہوئی کہ وہ لوگ وہاں رہنا چاہتے ہیں یا وہ لوگ وہاں سے جانا چاہتے ہیں۔ یہ حال انہی لڑکوں کا ہے میرے خیال میں حکومت کو اس کا سنجیدگی سے نوٹس لینا چاہئے اگر یہ لوگ وہاں پر خوش ہیں اور کاروبار کرنا چاہتے ہیں تو یہ لوگ بڑی خوشی سے وہاں رہیں اور اگر وہ وہاں پر خوش نہیں یا وہاں کے حالات اس قسم کے ہیں کہ وہ وہاں پر نہیں رہ سکتے تو ان کے لانے کا بندوبست کیا جائے۔ ہم متواتر گورنمنٹ کے پیچھے لگے ہوئے ہیں کہ کمشنر' ڈپٹی کمشنر وغیرہ اپنا سر جوڑ کر اس کے متعلق فیصلہ کریں کہ یہ لوگ وہاں رہ سکتے ہیں یا ان کو وہاں سے لانا ہے۔ اب اپوزیشن کی طرف سے یہ تحریک آئی ہے اور یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ لڑکے واپس خضدار نہیں جانا چاہتے کیونکہ خضدار کا ماحول اس طرح نہیں کہ وہ اسی کالج میں اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں تو میں محرک کی اس تحریک کی پرزور تائید کرتا ہوں کہ ان لڑکوں کے موثر انداز میں انتظام ہونا چاہئے موجودہ حالات میں وزراء ہیلی کاپٹر میں جاتے ہیں اور واپس آتے ہیں۔ رپورٹیں دیتے ہیں ان کی یقین دہانیوں سے اس مسئلہ کا حل قطعاً" نہیں نکلتا یہ بات بالکل واضح ہونا چاہئے کہ اس پر ایک موثر قدم اٹھایا جائے جو لوگ وہاں پڑے ہوئے کسمپرسی کی حالت میں تکلیف کی حالت میں ان کو یہاں باحفاظت لائیں بعد میں اگر حالات موافق ہوئے' حالات ٹھیک ہوئے تو یہ ان لوگوں کی مرضی پر چھوڑا جائے' جمہوری طریقہ بھی یہی ہے' اخلاقی طریقہ بھی یہی ہے کہ یہ لوگ واپس جانا چاہتے ہیں رہی بات ان طلباء کی کہ ان کا وہاں جانا اب محال ہے شاید یہ کبھی بھی اپنی تعلیم وہاں جاری نہ رکھ سکیں یہ تو آئندہ حالات بتائے ہیں کہ یہ لوگ وہاں جاسکیں گے کہ نہیں؟ فی الحال میرے خیال میں جیسا کہ محرک نے کہا کہ ان کا قیمتی وقت ضائع ہو رہا ہے والدین کا پیسہ خرچ ہو رہا ہے ان سب چیزوں کو بچانے کے لئے ان لڑکوں کی امداد کے لئے میرے خیال میں

موثر ترین اور فوری حل یہ ہوسکتا ہے کہ ملک کے دوسرے انجینئرنگ کالجوں میں ان کے لئے فوری داخلے کا انتظام کیا جائے تاکہ ان کا قیمتی سرمایہ اور قیمتی وقت ہمارے بچوں کا بچ سکے اور یہ اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں میں محرک کی اس تحریک کی پرزور حمایت کرتا ہوں۔

○ **ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔** جناب اسپیکر۔ میرے معزز رکن نے جو تحریک پیش کی ہے اگر ہم تمام اراکین اسمبلی اس کا گہرائی سے اور سنجیدگی سے تجزیہ کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک کو منظور کرکے ہم بلوچستان میں ان نفرتوں کو مزید وسعت دینے کی جانب جارہے ہیں۔ آج اگر ہم یہ فیصلہ کریں کہ پشتون طلباء انجینئرنگ کالج خضدار میں نہیں جاسکتے اور بلوچ لیکچرر لورالائی میں نہیں جاسکتے۔ پھر اس مسئلہ کو کون سلجھائے گا جو واقعات پیش آئے ہیں ان کے حوالے سے گورنمنٹ انکوائری کر رہی ہے یا پھر گورنمنٹ نے مختلف کمیٹیاں بنائی ہیں آل پارٹی کانفرنس کی جانب جارہا ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اس مسئلہ کو سلجھانے کی جانب لے جائیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں بلکہ گورنمنٹ آف بلوچستان کے ذمہ دار لوگ اس میں چیف سکریٹری' چیف منسٹر' ہوم سکریٹری سب بیٹھے ہوئے تھے اس میٹنگ میں انجینئرنگ کالج کے بارے میں جو ہوئی میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس وقت بلوچستان میں ایک پر امن اور تعلیمی معیار کے مطابق ایک کالج ہے تو انجینئرنگ کالج خضدار ہے۔ جہاں پڑھائی بھی ہوتی ہے اور وہاں اسٹوڈینٹس پولیٹکس بھی محدود ہے۔ جناب اسپیکر صاحب۔ جو ناخوشگوار واقعات پیش آئے یقیناً ان کی تمام روک کے لئے ہم سب کو مل جل کر اس مسئلے کا حل تلاش کرنا ہے اگر آپ ہم اس کو ڈیمارکیٹ کردیں میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ ایسے بہت سے مسئلے پیدا ہوئے ہیں اگر خضدار میں پیدا ہوئے تو ایگزیکٹلی اس قسم کے واقعے لورالائی میں بھی ہوئے ہیں اور جہاں تک خضدار انجینئرنگ کالج کے اسٹوڈنٹس کا تعلق ہے وہاں پر گورنمنٹ کے سامنے یہ پوزیشن واضح ہے اور ہمارے اسٹوڈنٹس اور پراونشل منسٹر بھی گئے ہیں آج کے اخبار میں بھی ان کا بیان ہے کہ کمیٹی بھی گئی ہے ان کو انویسٹی گیٹ کرنے کے لئے کہ آیا وہاں پر کسی کو خدانخواستہ نقصان پہنچا ہے یا کسی کا مالی نقصال ہوا ہے کہنے کو تو میں بہت کچھ کہہ سکتا ہوں میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ فلاں جگہ یہ ہوا ہے اور فلاں جگہ یہ ہوا ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مسئلوں سلجھانے کی جانب جائیں اگر آج ہم یہ فیصلہ کرلیں میں کہتا ہوں کہ یہ بڑی بدقسمتی ہوگی کہ آج آپ یہ فیصلہ کرلیں کہ جی پشتون طلباء انجینئرنگ کالج نہیں جائیں گے ان کو آپ دوسرے صوبوں میں بھیج دیں اور میں یہ تحریک لاؤں گا کہ بلوچ جو ہیں لیکچرر یا دوسرے آفیسر پشتون علاقوں میں

نہیں جائیں گے تو یہ مسئلے کا حل نہیں ہے یہاں پر تمام ذمہ دار لوگ بیٹھے ہوئے ہیں میری آپ سے یہ گذارش ہے کہ ہم مسئلے کو سلجھانے کی جانب لے جائیں بجائے اس کے مزید پیچیدگیوں میں گھر جائیں اگر ہم یہ کریں کہ آپ یہ تحریک پاس کریں کہ جی پشتون طلباء انجینئرنگ کالج میں نہیں جائیں گے تو اس کے اثرات کیا پڑسکتے ہیں۔ بنیادی طور پر میں خود سمجھتا ہوں کہ جو ہمارا اصولی موقف ہے اس پر اگر یہ اسمبلی تمام پاکستان میں صوبوں کی از سرنو تشکیل ثقافتی اور تاریخی بیک گراؤنڈ کے حوالے سے ہمارا ایک موقف ہے بہت سی پارٹیوں کا یہ موقف ہے لیکن اس کو فی الحال نہ آپ کرسکتے ہیں نہ میں کرسکتا ہوں اور دینے والا فیڈریشن ہے اور اس سے پہلے اگر ہم بٹوارہ شروع کردیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ جو ہے مزید خراب ہوجائے گا اس کو سلجھانے میں ہمیں پیش رفت نہیں ہوگی میں اس حوالے سے اس تحریک کی مخالفت کرتا ہوں۔

○ **سردار محمد طاہر خان لونی۔** جناب اسپیکر صاحب آپ کی اجازت سے ڈاکٹر صاحب نے جو کچھ کہا بجا ہے مگر ڈاکٹر صاحب نے ایک لفظ جو کہا وہ بالکل غلط ہے۔ لورا لائی میں بھی تخریب کاری ہوئی ہے میں لورا لائی کے شہر کا رہنے والا ہوں اور مجھے پتہ ہے وہاں پر جتنے بھی بلوے ہوئے ہیں وہ ہمارے بھائی ہیں ہم کبھی ان پر ہاتھ نہیں اٹھائیں گے اور وہ کبھی ان کو یہ نہ کہیں گے کہ آپ اپنا دوکان ایک گھنٹہ کے لئے بند کردو۔ ڈاکٹر صاحب کو شاید کسی نے غلط افواہ سنائی ہے رہا ہمارے طلباء کا مطلب ہمارا یہ نہیں ہے کہ صرف پٹھان ہو ہمارے طلباء جو ہیں نہ سارے ہمارے بچے ہیں یہ ہمارے مشترک ہیں ان سب کا فیور ہم نے اکٹھا کرنا ہے ہم سیاسی پارٹیوں نے انہی کو خراب کیا ہے یہ سیاسی پارٹیاں اپنے گریبان میں دیکھیں اگر ہمارے بچوں کو چھوڑ دیں تو میرے خیال میں ہمارے کسی کالج کسی اسکول کسی میں بھی گڑ بڑیا تخریب کاری یا دشمنی نہیں ہوگی۔ آج انہوں نے ہزار پارٹیاں بنائی ہیں کالج کے کمروں پہ جھگڑے ہیں کلاشنکوفیں چل رہیں ہیں۔ بیٹے ہمارے مر رہے ہیں جھنڈا اپنا اوپر کر رہے ہیں میں ان سیاسی پارٹیوں سے عرض کروں گا کہ خدا کے لئے ہمیں آپ معاف نہ کریں لیکن ہمارے بچوں کو معاف کریں ہمارے بچوں کو تعلیم حاصل کرنے دیں ہمارے بچوں کو لیڈر نہ بنائیں' ناجائز استعمال نہ کریں مگر بہت افسوس کی بات ہے کہ بچے بھی ہمارے جو ہے وہ کچھ باپ کے بیٹے ہیں اور کچھ ماں کے بیٹے ہیں۔ باپ کے بیٹے باپ کے آرڈر سے اودھر کبھی نہیں جاسکتے ماں کے بیٹے ماں تو چار دیواری میں بیٹھی ہوئی ہے بیٹا جو باہر جائے کچھ بھی کرے وہ منع نہیں کرسکتی اس لئے یہ ہمارا سارا ماحول ہماری ساری علم جو ایم اے کی ڈگری کے ہاتھ ہوتا ہے میرا اپنا بیٹا تھا اس نے بی ایس سی کیا انجینئرنگ کی سیٹ لی' میں نے اس کو بلایا میں

نے ڈکٹیشن دیا تو وہ سارا غلط تھا میں نے اسی وقت اس کا سیٹ چھوڑا لورا لائی کا ایک غریب آدمی جو نائی کا لڑکا تھا اس کو لایا اور اپنے کی بیٹے کی سیٹ پر اس کو بھیجا ہماری یہ تعلیم ہے میں دوبارہ بھی آپ سب سے عرض کروں گا کہ بلوچستان جو ہے نہ ہمارا صوبہ وہ ہمارا باپ ہے وہ ہماری ماں ہے آپ اپنے ماں باپ کو مت ٹھکراؤ ورنہ اس کا نتیجہ ایسا خراب نکلے گا کہ آپ پھر سو سال اس کو ٹھیک نہیں کر سکیں گے۔

○ **مسٹر جعفر خان مندوخیل۔ (وزیر تعلیم)۔** جناب اسپیکر صاحب آپ کی اجازت سے سردار صاحب نے تحریک پیش کی ہے خضدار کالج کے پشتون طلباء کے بارے میں اور جو حالات بیان کئے کم و بیش تقریباً ایسے ہیں ہیں میں خود ہیں اس معاملے دو میں مرتبہ خضدار گیا۔ کل بھی میں گیا تھا تو انشاء اللہ ہم اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ طلباء جو ہمارے چھوٹے بھائی ہیں میرے بچے ہیں ان کی جانیں ضائع نہ ہوں نہ املاک ضائع ہو اور نہ تعلیمی سال ضائع ہو کیونکہ سب سے پہلے ہماری نظر میں انسانی جان قیمتی ہے۔ خدا کا فضل ہے کہ وہاں انجینئرنگ کالج میں ابھی تک جیسا کہ سردار صاحب نے کہا نہ کوئی زخمی ہوا ہے نہ کوئی شخص مرا ہے ہاں بے گھر ہوئے ہیں اور بے دخل ہوئے ہیں ان کا ہمیں احساس ہے اور ہم سارا دن ہر لیول پر اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ بھئی ان کو کسطرح ایڈجسٹ کیا جائے یہ بہت ہی افسوسناک بات ہوگی کہ ہم ان کو اپنے صوبے میں نہیں بھیج سکیں دوسرے صوبوں میں ان کو بھیجیں یہ میرے خیال میں ہمارے سیاست دانوں کے لئے ہمارے لئے حکومت کے لئے اور بلوچستان کے لئے بڑی افسوس ناک بات اور قابل شرم ہوگی کہ بھئی ہم اپنے گھر میں اپنے بچوں کو نہیں پڑھا سکتے ہیں ان کو بھیجتے ہیں دوسرے گھر میں کل وہاں ہم ان کو کیا تحفظ دلوا سکیں گے کیونکہ وہ بلوچستان بھی نہیں کوئی اور صوبہ ہوگا لیکن حالات صحیح ہیں جو سردار صاحب نے بیان کئے ہیں حالات وہاں کے ان کے حق میں تو اس وقت نہیں ہیں۔ ہم اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ طلبہ تنظیموں سے بھی باتیں کر رہے ہیں اور سیاستدانوں سے بھی انشاء اللہ اس مسئلے پر بات کریں گے کہ یہ انجینئرنگ کالج کا مسئلہ ہم کس طرح خوش اسلوبی سے Takle کرلیں تاکہ ان بچوں کی جان اور بچوں کا تعلیمی سال ضائع نہ ہو اور دوسری بات جو سردار صاحب نے کی اس کی سب سے زیادہ ضرورت ہے جان و مال تو انشاء اللہ ملیشیا بیٹھا کر کے بھی Situation ہم ان کی بچا دیں گے۔ ایف سی بیٹھا دیں گے دوسرا بیٹھا دیں گے کوئی ایسی بات نہیں ہے لیکن جو یہاں ماحول پیدا ہوا ہے اس Situation میں پہلے دن جب ہم لوگوں نے سوچا کہ بھائی ان حالات کو کس طرح بہتر بنایا جائے اور وہاں امن وامان کو کس طرح یقینی بنایا جائے اور اسٹینڈرڈ Standard کس طرح بنایا

جائے ان تمام باتوں میں Recommendation آجاتی ہیں کہ بھائی اگر جو تھوڑا ان طلبا تنظیموں کے سرپرست ہیں یا ان داتا ہیں اگر ان سے تھوڑا یہ ریکویسٹ کردیں یہ سیاسی جماعتیں کہ بھائی آپ پڑھائی کی طرف جائیں فی الحال Institutions میں پالیٹکس کو اتنا Involve نہ کریں لیکن میں تو یہ کہوں گا آنرایبل ایجوکیشن منسٹر کہ طلبہ تنظیمیں ان کے Militats تنظیمیں بن گئی ہیں انہی طلبہ تنظیموں سے یہ کلاشنکوف چلواتے ہیں انہی طلبہ تنظیموں سے یہ سیاست کرتے ہیں انہی طلبہ تنظیموں سے یہ ہڑتال کرواتے ہیں انہی طلبہ تنظیموں سے یہ جلوس نکلواتے ہیں تو کس طرح ہم سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ ہم ان کے ماحول کو بہتر بنائیں' اپنا جو کردار ہے سب نے پس پشت ڈال دیا ہے صرف گورنمنٹ سے یہ توقع کرنا آپ بھی ہیں اور ہم بھی ہیں ایک گورنمنٹ نہیں ہوتی یہ بلوچستان کا مسئلہ ہے حکومت ڈنڈے سے آپ کتنے لوگوں کو صحیح کردیں گے میں تو کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے میں آج ہی Situation کی ذمہ داری لیتا ہوں کہ وہاں کسی کے ساتھ کسی کا بال خراب نہیں ہوگا لیکن سب سے پہلے یہی سیاسی پارٹیاں جن کے سیاسی مفادات متاثر ہوں گے تو وہیں اس کے خلاف چلائیں آج جو کہتے ہیں ان کو لاہور میں داخلہ دلاؤ ان کو کراچی میں داخلہ دلاؤ ان کو پشاور میں داخلہ دلاؤ یا دوسری طرف سے آج کہتے ہیں کہ بھائی ہم بلوچستان کی تقسیم نہیں چاہتے ہیں ہم اس کی پامالی نہیں چاہتے ہیں ہم ماحول برقرار رکھنا چاہتے ہیں اگر یہ اس بات پر متفق ہوجائیں کہ یہ یونیورسٹی سے کالجز سے Institutions سے کہ آج کل تو پرائمری اسکولوں میں بھی ہاتھ ڈال دیا ہے ان سے ہاتھ کھینچ لیں پھر رزلٹ ہم سے لے لیں انشاء اللہ ذمہ داری سے کہیں گے کہ وہاں نہ کسی کا ہاتھ نہ بال بیکا ہوگا نہ کسی کی تعلیم خراب ہوگی اگر تمام نے لاٹھیاں پکڑائے ہوئے ہیں طلبہ کو سارا دن وہ روڈوں پر گھسیٹتے ہیں طلبہ یہی ہڑتال کراتے ہیں طلبہ ہی سے وہ روڈ بلاک کرواتے ہیں طلبہ کو ہر تخریبی عمل اور ہر جو بھی جیسے سردار صاحب نے کہا گڑ بڑ کرواتے ہیں تو پھر ہم سے کیا توقع کرسکتے ہیں ہم تو وہاں ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشن میں تو چند ایسے لیکچررز ہوتے ہیں ٹیچر ہوتے ہیں یا ایک پرنسپل ہوتا ہے ان کے پاس اپنی حفاظت کے لے کچھ نہیں ہوتا ہے مرضی سب ان کی چلتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ سب تنظیمیں جو ہیں ان کی سرپرست سیاسی جماعتیں ہوتی ہیں اگر آج خلوص دل سے اور خلوص نیت سے یہ سیاسی جماعتیں یہ فیصلہ کرلیں کہ ہم نے طلبہ کو تعلیم کے لئے چھوڑنا ہے ہم نے تعلیم کا معیار بلند کرنا ہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ نہ تعلیمی اداروں میں کوئی تخریب کاری ہوگی نہ تعلیمی اداروں میں آپس کی لڑائیاں ہوں گی نہ تعلیمی اداروں میں کوئی بلوچ رہ جائے گا نہ کوئی پشتون رہ جائے گا نہ کوئی دوسری قومیت والا رہ جائے گا یہ سب انہی کے Develope کئے

ہوئے جراثیم ہیں جو وہاں جاکر دوسرا رنگ پیش کرتے ہیں آج ہمیں بھی افسوس ہے کہ وہاں سے ۶۷ طلبہ ادھر آئے ہوئے ہیں جو آج مجھ سے ملے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم کس ماحول میں جائیں نہ کہ صرف طلبہ تنظیموں کے سرپرست بھی بولتے ہیں جو ان کے ساتھ Involve ہیں ایک طرف سے نہیں ہر طرف سے یہی ہو رہا ہے میں کسی ایک کو مورد الزام نہیں ٹھہراؤں گا کسی نے بھی آج تک میرے ایک سال کے تقریباً جو میں نگراں تھا اور ابھی تک تقریباً ایک سال پورا ہوگا ہے کوئی مثبت قدم نہیں اٹھایا ہے ہر ایک یہ خواہش رکھتا ہے کہ معیار بلند ہو یا نہ ہو لیکن ہمارے مفادات یونیورسٹی اور کالجز میں محفوظ رہیں یہ لوگ بدستور ہمارے کارکن رہیں اور Militants رہے ہیں جب آپ ہی خود اس کو Militants بنائیں گے آپ ان سے جلوس نکلوائیں گے آپ ان سے جلسہ کروائیں گے آپ ان سے ڈنڈا ماری کروائیں گے تو کتاب یا تعلیم تو پھر استاد اس ہاتھ میں تو نہیں دے سکتا ہے کیونکہ ایک تعلیمی ادارہ میں میرے خیال میں پچاس استاد ہوتے ہیں ہزار لڑکے ہوتے ہیں اور کسی استاد کے ہاتھ نہ پستول اور نہ ہی کلاشنکوف ہوتا ہے لڑکوں کے ہاتھوں میں ان لوگوں نے پستول' کلاشنکوف دونوں پکڑوائے ہیں تو کیا استاد ان کی ڈسپلن صحیح کرسکے گا؟ یا ان کے خلاف کارروائی کرسکے گا ایک کالج کی بات ہو ایک (تعلیمی ادارہ) کی بات ہو تو وہاں ملیشیا بیٹھا کر پولیس بیٹھا کر سیکورٹی بیٹھاکر وہاں کے حالات ہم درست کرسکتے ہیں اور ابھی بھی میں گارنٹی سے کہتا ہوں کہ آج کے حالات میں بھی دس دن کے اندر سب حالات صحیح کرسکتا ہوں لیکن یہ خلوص دل سے کہیں کہ ہم کالجز سے اپنی تنظیموں کو Withdraw کررہے ہیں ہم ان کی سرپرستی سے Withdraw ہورہے ہیں لیکن اگر ان کی سرپرستی بھی رکھتے ہیں ان کو کلاشنکوف بھی پکڑواتے ہیں اور مطالبہ وزیر تعلیم سے یا پھر حکومت سے کرتے ہیں کہ بھائی ان کی جان و مال کی بھی حفاظت کریں ان کا تعلیمی اسٹینڈرڈ Standard مقرر کریں ان کا دوسرا کریں میرے خیال میں وہ اتنی Justified_# نہیں ہوگی اس کو Justified بنانا ہے تو ہم لوگوں نے سیاستدانوں نے بشمول ہماری حکومتی پارٹیاں ہم لوگوں نے ان تنظیموں سے اپنی سرپرستی اٹھانی ہوگی ان کو صرف تعلیم کے لئے چھوڑنا پڑے گا آج مجھے افسوس یہ ہو رہا ہے کہ آئندہ اگر چار پانچ سال تین سال اور یہ سلسلہ جاری رہا تو شاید ہم کو بلوچستان میں کوئی لکھا پڑھا ملے ہیں نہیں صرف ڈگری ہولڈرز ہی ملیں گے آج ایک ایف اے سی پاس بی اے پاس ٹیچنگ کے لئے مجھے Application دیتا ہے لیکن عرضی نویسی سے لکھواتا ہے خود ہی Application نہیں لکھ سکتا ہے تو اسٹینڈرڈ یہ بن گیا ہے ہاں لڑکے اچھے Militants بن گئے ہیں خدا نہ کرے کہ ہماری کسی سے لڑائی ہوجائے ملک کی تو میرے خیال میں فوج کی

ضرورت نہیں ہے یہ طلبہ ہماری فوج سے اچھے کلاشنکوف چلاسکتے ہیں لیکن قلم نہیں چلاسکتے ہیں آج نہ قلم کی آپ لوگ ہم سے توقع جب تک کریں جب تک آپ لوگ ہمارے ساتھ اس مسئلے میں تعاون نہیں کریں گے آج بھی طلبہ تنظیموں کے ساتھ ان کے سرپرستوں کے ساتھ یا سیاسی پارٹیوں کے ساتھ ہماری میٹنگز Greetings ہوئی ہیں ہماری حیدری صاحب گواہ ہوں گے اور کچھ ہمارے اور ساتھی اس میں گواہ ہوں گے کہ ان کی یہ بات ہے کہ بھائی آپ Institutions میں سیکورٹی فورسز (Security Forces) نہ بھیجیں سختی سے اس چیز کی انہوں نے مخالفت کی اخبارات میں بھی میٹنگوں میں بھی کیوں نہ بھیجیں اس وجہ سے نہ بھیجیں کہ شاید وہ کلاشنکوف اور پستول یونیورسٹی کے اندر نہیں لے جاسکتے وہ سیکورٹی فورسز Security Forces جیسے آج کل کراچی یونیورسٹی ہے تھوڑی حالات اس کی سدھری ہے تو یہ سیکورٹی فورسز کی وجہ سے گیٹ نہ مخالفت کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ بھائی کلاشنکوف کو بھی نیچر کنٹرول کرلیں۔ پستول کو بھی نیچر کنٹرول کرلیں اور ان کو زبردستی کلاسوں میں بھی بیٹھائیں امن و امان کا مسئلہ بھی نیچر بحال کرلیں یہ شاید اتنی آسانی سے خدا کرے ہوجائے لیکن مجھے ممکن ہوتا نظر نہیں آتا ہے رہ گئے انجینئرنگ کالج کے طلبہ ہمارے بھائی ہیں ہمارے بچے ہیں چاہے جو بھی ہیں بلوچستانی ہوگا وہ اس چیز کو محسوس کرے گا۔ انشاء اللہ ان کے جو Problems ہیں میں خود دو مرتبہ گیا ہوں اور وہاں میں نے ہر ایک چیز کا جائزہ لیا ہے ایک ایک پوائنٹ ہم دیکھ رہے ہیں اور اس کوشش میں ہیں کہ ان کو کس طرح Stable کریں اس سلسلے میں ہم انشاء اللہ سیاسی جماعتوں سے بھی تعاون کی درخواست کریں گے اور ان سے رابطہ کریں گے اور ان کی Settlement کے لئے ہماری کوشش لگی ہوئی ہے اور انشاء اللہ کسی نتیجے پر پہنچیں گے۔ بہت شکریہ۔

○ مولانا عبدالغفور حیدری۔ (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)۔بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ جناب اسپیکر۔ بہت ہی تفصیل سے وزیر تعلیم صاحب نے اظہار خیال فرمایا۔ دوسرے معزز ارکان نے بھی اظہار خیال فرمایا میں سمجھتا ہو تقریباً سارے حضرات نے آج کے اجلاس میں اپنی مثبت آراء پیش کیں۔ میں جو گذارش کروں گا وہ یہ ہے کہ آج سب کو یاد ہوگا ان واقعات سے ایک دن پیشتر میں نے ہاؤس سے گذارش کی تھی کہ حالات اس طرح لگ رہے ہیں کہ خدانخواستہ ان دونوں برادر قوموں کے حوالے سے کوئی حادثہ پیش نہ آئے لہٰذا میں نے گذارش کی تھی بلوچستان کے سیاسی زعماء اور سیاسی شعور رکھنے والے عوام اور صاحب بصیرت حضرات اس بارے میں ذرا سنجیدگی سے غور کریں اور اس مسئلہ کو اس طرح آگے نہ بڑھائیں کہ پھر ایسے اسٹیج

پر ہم یا ہماری قوم پہنچ جائے کہ وہاں سے مڑنا ہمارے لئے مشکل بن جائے اس حوالے سے میں نے گذارش کی تھی کہ صوبہ سندھ کے حالات کس طرح خراب ہوئے جنہوں نے یہ حالات پیدا کئے اب ان کے ہاتھ میں یہ بات رہی' وہ چھپنا چاہتے ہیں اب میدان چھوڑنا چاہتے ہیں لیکن وہاں پبلک اور عوام بھی انہیں نہیں چھوڑ رہے۔ ایک لڑکی کے حادثہ میں فوتیدگی پر پشتون اور مہاجر قوم کی بات پیدا ہوئی پھر پنجابیوں تک پہنچی پھر سندھیو تک اور مہاجروں تک بات پہنچی آج وہاں جو حالات آپ دیکھ رہے ہیں کہ لوگ اس معاشرہ اور اس زندگی سے تنگ آچکے ہیں کاروباری لوگ حیران ہیں کہ ہم کیا کریں محنت مزدوری کرنے والے لوگ پریشان ہیں میں نے گذارش کی تھی کہ ان مسائل کو اس طرح نہ لیا جائے اس طرح اس حوالہ سے بلوچستان میں مسائل جو برادر قوموں میں پیدا ہوں ان کو محبت اخوت سے حل کریں بجائے نفرت کی فضاء قائم کرنے کے بہرحال جو کچھ ہونا تھا وہ ہوگیا لیکن اب میری گذارش ہے کہ خدارا اس مسئلہ کو یہیں ٹھنڈا کرنے کے لئے ہم سب صوبے کے سیاسی زعماء اور باشعور طبقہ سب مل کر اس مسئلہ کو بھائی چارے کی بنیاد پر حل کریں۔ اور پھر سے وہی فضا قائم کرنے کے لئے تمام ممبرز اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں میں اس حوالے سے گذارش کروں گا کہ خدانخواستہ خدانخواستہ یہ سوچ کبھی نہیں ہونی چاہئے اور بالفرض کسی بھی بلوچستانی کی سوچ اگر اس طرح ہوئی تو جی ہم آج کوئٹہ کے حالات اس طرح خراب کرنا چاہیں تو شاید وہ ہمارے مفاد میں نہیں ہوگا لیکن جناب اسپیکر۔ یہ قوم آپس میں مخلوط زندگی گذار رہی ہے لک پاس سے لے کر بیلہ اور تربت تک اسی طرح ڈیرہ مراد جمالی میں دوسری بڑی قوم وہ پشتون ہے جو اپنا کاروبار کر رہی ہے' اپنے کاروبار میں مصروف ہے اسی طرح اگر آپ پشتون ایریا میں چلے جائیں وہاں بھی پشین' لورا لائی دکی اور بارکھان میں آپ کو بلوچ کاروبار کرتے ہوئے مزدوری کرتے ہوئے ملازمتیں کرتے ہوئے دکھائی دیں گے اگر اس قسم کی خدانخواستہ کوئی سوچ رکھتے ہیں تو آپ بتائیے اس کا کیا ہوگا؟ ہمارے بھائی جو آپ میں اس طرح معاملات میں مخلوط ہیں پورے بلوچستان میں وہ پھیلے ہوئے ہیں ان کا کیا ہے ظاہر ہے کہ نہ چاہتے ہوئے بھی ہمیں افواہوں کے ذریعے نقصان پہنچے' تکالیف ہوئیں۔

بہرحال میں سمجھتا ہوں اس قسم کی باتیں اگر ہیں تو خدارا ہم سب کو مل کر اس مسئلہ کو اس طرح نہ لیں۔ اب یہاں خضدار انجینئرنگ کالج کی بات ہوئی ہے کل پھر کسی اور کی بات ہوگی میں آل پارٹیز کانفرنس کے حوالے سے بھی یہی گذارش کروں گا کہ ہماری تین میٹنگیں ہوئیں ہم نے سب سے باتیں کیں کم از کم ان نکات سے ہم نے اتفاق کیا ہے کہ سب سے اہم مسئلہ صوبائی حکومت کا جس میں ہم شامل ہیں کہ صوبائی

حکومت کی یہ آئینی ذمہ داری ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے صوبے میں امن و امان قائم ہو امن و امان بحال ہو تاکہ تعلیمی ادارے جو ہیں یا ان میں جو طلباء ہیں وہ سکون کے ساتھ تعلیم حاصل کر سکیں۔ بلوچ علاقے میں یا پشتون علاقے میں جہاں جہاں لوگ رہ رہے ہیں بلوچ یا پشتون وہ پرسکون زندگی گذار سکیں۔ ان کو تحفظ حاصل ہو امن و امان ہو شاہراہوں پر جو وارداتیں ہو رہی ہیں اس کے علاوہ ہم نے یہ تجاویز بھی صوبائی حکومت کے سامنے رکھیں ہیں کہ صوبائی حکومت خصوصاً وزیر اعلیٰ اور چیف سکریٹری ہم سب اسمیں ایک ایسا اقدام کریں کہ یہ ٹریفک بحال ہو اور آمد و رفت اس طرح صحیح ہو جائے بہرکیف ہم کچھ ایسے نکات لائے ہیں جن پر ہم سب پارٹیوں نے اتفاق کرلیا ہے صوبائی حکومت کو جب وزیر اعلیٰ واپس آئیں گے تو ان سے اس بارے میں ہم احکامات جاری کرنے کے لئے کہیں گے اور انشاء اللہ امید ہے کہ ہم سب نے مل کر یہ تہیہ کرلیا ہے کہ نفرت ختم ہو اور ہمارے بچے سکون کے ساتھ تعلیم حاصل کر سکیں۔ یہ نفرت دور ہوگی تو کوئٹہ کی فضاء صحیح ہوگی۔ میں ان ہی باتوں پر اکتفا کرتے ہوئے آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔

○ **مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی۔** جناب اسپیکر صاحب۔ اگر کوئی حضرت نہیں کہہ رہے ہیں تو اس سلسلہ میں دو باتیں میں کروں گا اور وہ یہ کہ ہمارے دوستوں نے یہاں جس سلسلہ میں کہیں ہیں اپنی تقاریر میں انہوں نے یہ باتیں کیں جہاں تک امن وامان کا تعلق ہے میں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف ہمارے علماء صاحبان آئے کئی حضرات گورنمنٹ اور جرگہ کی طرف سے آئے اور بھی سیاسی پارٹیوں کے لوگ آئے اور ہم نے اپنی طرف سے انہیں یہ یقین دہانی کرائی سب کو کہ جہاں تک امن و امان کا تعلق ہے اس میں قطعاً دو آراء نہیں ہوسکتی ہیں جہاں تک ہماری پارٹی کا تعلق ہے تو ہم بھی گویا ان باتوں سے اتفاق کرتے ہیں کہ امن و امان ہر طرف سے ہونا چاہئے جس طریقہ سے ڈاکٹر مالک صاحب نے اس سلسلہ میں کہا سارے معاملے کا جن باتوں کے نتیجہ میں یہ باتیں ہوئیں ہیں ان کو سلجھانے کے لئے ہم اپنی طرف سے سوچیں۔ لہٰذا میں اس سلسلے میں یقینی دہانی کراتا ہوں کہ جہاں تک امن وامان کے مسئلہ کو سلجھانے کا تعلق ہے اس سلسلہ میں ہم انشاء اللہ حتی الامکان تعاون پیش کریں گے اور ہر طرح سے مدد کریں گے کہ صوبے میں امن و امان قائم کرنے کے لئے مگر کچھ باتیں ایسی بھی یہاں ہوئیں ہیں کہ جو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس فورم پر طے کی جاسکیں گی یا طے کی جاسکتی ہیں اور ہم اس پر بحث کرسکتے ہیں اور صحیح طریقہ سے کس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں بعض باتیں ایسی ہیں مثلاً نمائندگی کا سوال ہے ترقیاتی کاموں اور مردم شماری کا مسئلہ ہے میں کہوں گا کہ اصولی طور پر ان سوالات کے

بارے میں جہاں تک ہم یہ سمجھتے ہیں اور ہمارا موقف یہ ہے کہ باوجود اس کے یہ تو لڑکوں اور کالج کا معاملہ ہے سارے واقعات آپ کے سامنے ہیں تربت' قلات' خضدار کے واقعات اور حالات آپ کے سامنے ہیں انکوائری ہو رہی ہے ان کا کاروبار ختم ہوگیا ہے اس سلسلہ میں ہم کسی سیاسی بحث میں نہیں پڑنا چاہتے ہیں لیکن ایک بات میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جب آج تک اس ہاؤس میں ہم اگر یہ کہتے رہے ہیں کہ یہ دو برادر قوموں کی بات ہے یہ دو برادر قومیں ہیں۔ یہ باتیں اکثر یہاں ہوتی ہیں اس کے ساتھ یہ جملہ بھی استعمال ہوتا ہے کہ دو برادر قوموں میں لڑائی کرائی جاتی ہے اس کے ساتھ یہ بات بھی ہوتی ہے کہ ان میں اتفاق کیسے لایا جائے یہ باتیں کرنا اور ان کو ٹالنا میرے خیال میں اپنے آپکو دھوکہ دینے والی بات ہے یہاں پر کوئی بھی پارٹی بشمول میری اپنی پارٹی یہ نہیں کہ یہاں ہم دو قوموں کو آپس میں لڑائیں دو قوموں کی بات کرکے سیاسی دوکان چمکائیں دو برادر قومیں تب ہی دو برادر قومیں رہ سکتی ہیں جب وہ صحیح معنوں میں برابر ہوں یعنی ان کے حقوق آپ کو تسلیم کرنا ہونگے اس کے بعد ہی بلوچستان میں اس قسم کا کوئی فورم بنایا جائے تاکہ تعین کیا جائے اور اب سوال یہ ہے کہ وہ کون سا فورم ہوگا آیا وہ فورم اسمبلی کا ہوگا یا بلوچ پشتون قومی جرگہ کا فورم ہوگا یا حکومت کی طرف سے بشمول مرکزی حکومت کا کوئی فورم ہوگا آیا وہ کون سا فورم ہوگا جو یہ بات طے کرے گا۔ ہم باتیں تو کرتے ہیں کہ ہم مسلمان بھائی بھائی ہیں ٹھیک ہے کسی کو مسلمان بھائی ہونے پر تو اعتراض نہیں ہے۔ انکار نہیں ہے بھائی والی سے تو انکار نہیں ہم سب مسلمان ہیں مگر اسلام کے نام پر قرآن کے نام پر اور شریعت کے نام پر بھائی بندی کی بناء پر ایسا کرنا درست نہیں لہٰذا میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بھائی کوئی تو ایسا فورم بنایا جائے ہم سب مسلمان بھائی ہیں' بلوچستانی بھائی ہیں اس طریقے سے تو ہم برابر ہیں ہم نے بات کہی لیکن ان باتوں کا مقصد یہ نکلتا ہے کہ ایسی باتیں کرکے آپ Statusquo بحال رکھنا چاہتے ہیں۔ آپ Statusquo قائم رکھنا چاہتے ہیں۔

جناب والا ہم سب چاہتے ہیں کہ امن و امان بحال ہو۔ ہم امن کے داعی ہیں اس صوبہ میں امن و امان اس وقت آسکتا ہے کہ ہم خلوص دل سے ایک دوسرے کے حقوق کو تسلیم کریں ایک دوسرے کی زمین پر اور ایک دوسرے کے علاقے پر تجاوز نہ کریں خواہ وہ حکومت کے معاملات میں ہوں خواہ وہ ڈیولپمنٹ کے معاملات میں ہو' خواہ وہ کسی اور شعبہ میں ہو ہم کبھی یہ نہیں چاہتے ہیں کہ ہمارے بلوچ بھائی ترقی نہ کریں ہم نے بار بار کہا ہے کہ بڑے بڑے منصوبے بلوچ علاقوں میں چل رہے ہیں اس فلور پر بھی بات کی ہے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** آپ اپنی تحریک استحقاق کی بات کریں خان صاحب آپ اس سے ہٹ کر بات

کر رہے ہیں۔

○ **مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی۔** جناب والا۔ میں خود لمبی چوڑی بحث سے احتراز کرنا چاہتا تھا۔ میں خلوص دل سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں امن و امان کے معاملے کو سلجھانے والی بات ہے ہم ان سب باتوں کو سلجھانا چاہتے ہیں مگر آپ بنیادی باتوں پر غور کریں۔ Statusquo کو بحال کرنے سے معاملہ حل نہیں ہوگا جب تک بنیادی باتیں درست نہ کریں گے اور اس کے لئے فورم نہیں ہوگا اس کے لئے کوئی فارمولا Develop نہیں ہوگا یہ باتیں پھر Repeat ہونگی اور پھر ہم وہیں ہونگے اور یہ دوبارہ باتیں ہونگی محض یہ کہنا کہ ہم مسلمان بھائی ہیں' بلوچ بھائی ہیں' بلوچستانی بھائی ہیں' ان چیزوں سے معاملہ حل نہیں ہوگا ان چیزوں کے لئے سر جوڑ کر ہم کو سوچنا ہوگا کہ وہ کیا فورم بنائیں وہ کونسا فورم ہوگا جو بلوچستان میں پشتون اور بلوچ بھائیوں کے حقوق کا تحفظ کرے گا اور اس کا صحیح معنوں میں فیصلہ کرے گی جو ابدی ہو اور ہمیشہ کے لئے ہو جیسا کہ ڈاکٹر مالک صاحب نے کہاں ہے وہ تسلیم کرتے ہیں لسانی' تاریخی اور علاقائی بنیادوں پر تقسیم ہو وہ کب ہوگا کیسے ہوگا؟ یہ تو لمبا پروسیس ہے پتہ نہیں کب ہوگا مگر جب تک اس علاقے میں رہتے ہیں اور اس عبوری دور میں رہ رہے ہیں ہماری بھی خواہش ہے کہ بھائیوں کی طرح رہیں میں ایک دفعہ پھر یہ بات Repeat کرنا چاہتا ہوں کہ ایک دوسرے کے کے حقوق کو انسانی بنیادوں پر اخلاقی بنیادوں پر' قومیتی بنیادوں پر نہیں ہوگی اور اس کے لئے جب تک فورم نہیں بنے گا اور اس کے لئے جب تک ہم سر جوڑ کر نہیں بیٹھیں گے بھائیوں کی طرح فیصلہ نہیں کریں گے مگر یہ عارضی طور پر امن و امان کا کام نہیں چلے گا تو میری گذارش اور عرض ہے کہ ہم بھی امن کی تلاش میں ہیں مگر میں یہ کہتا ہوں کہ امن کی بنیادیں تلاش کرو جب تک امن کی بنیادیں تلاش کریں جب تک امن کی بنیادی تلاش نہیں کی جائیں گی ان خالی خولی باتوں پر اور صرف باتوں سے حل تلاش نہیں ہوگا تو میں یہ امید رکھتا ہوں کہ بھائی میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ ہمارے بچے تکلیف میں ہوں ان کو کلاشنکوف پکڑائیں یہ تو خیر علیحدہ موضوع ہے کہ تعلیم کا کیا معیار ہوگا یونیورسٹی کا کیا معیار ہے۔ وزیراعظم صاحب نے تو بڑی لمبی چوڑی تقریر کی ہے میں ان سے ایک بات پوچھوں گا کہ یونیورسٹ میں کوئی قانون ہے سارے ملک کی یونیورسٹیاں ایک ایکٹ کی صورت میں قانون کے تحت چل رہی ہیں اس یونیورسٹی کا کوئی قانون نہیں' ایکٹ نہیں ہے۔ آپ معمولی سا ایک نہیں لاسکتے ہیں ایک بل نہیں پیش کرسکتے ہیں ایکٹ کیا ہوگا یونیورسٹی سے متعلق کیا قانون اور قواعد ہوں گے۔ اس میں ایک سنڈیکیٹ ہوگا اساتذہ اور دوسرے دانشور ہونگے طلباء سے مل بیٹھ کر جمہوری

طریقے سے سلجھائیں گے اور یہ فیصلہ کریں گے کہ ہم نے یونیورسٹی کو کیسے چلانا ہے اور جب ہم ان سے ایکٹ کی بات کرتے ہیں تو آپ اس کو ٹھکرا رہے ہیں یہ بات بار بار فلور پر آئی ہے اور یہ بات سامنے آئی ہے کہ یونیورسٹی ایکٹ لائیں اور جب بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ بل لاء ڈیپارٹمنٹ میں ہے' یونیورسٹی میں ہے' وائس چانسلر کے پاس ہے' لاء سکریٹری کے پاس ہے' مختلف مراحل میں ہے۔ پارلیمانی سکریٹری کے پاس ہے یا ادھر ہے یا ادھر ہے سیدھی سادھی بات ہے سارے ملک کی یونیورسٹیاں ۷۰ سے ایکٹ کے تحت چل رہی ہیں کیونکہ آپ بلوچستان یونیورسٹی کو ایکٹ کے تحت نہیں چلا رہے ہیں اس میں قباحت کیا ہے؟ اس میں رکاوٹ کیا ہے آپ ایک سیدھا سادہ بل نہیں لاسکتے ہیں اور آپ اس یونیورسٹی میں ایک برادرانہ ماحول بنائیں تاکہ سارے طلبہ امن سے رہیں میری گذارش یہ تھی جو میں نے پیش کردی۔

○ **جعفر خان مندوخیل۔ (وزیر تعلیم)۔** جناب اسپیکر۔ معزز ممبر نے تحریک استحقاق سے ہٹ کر باتیں کی ہیں۔ جس میں ایک ایکٹ کی بھی بات کی گئی ہے میں آپ سے یہ کہوں گا کہ اس کے متعلق پہلے بھی میں اسمبلی میں جواب دے چکا ہوں یونیورسٹی ایکٹ مکمل ہوگیا ہے۔ لاء ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہے کوشش کریں گے کہ اس اجلاس میں ہی آجائے لیکن کلاشنکوف کے متعلق Serious سوچ لیں۔

○ **مسٹر سعید احمد ہاشمی۔(وزیر قانون)۔** جناب اسپیکر۔ Privilige Motion پر ماشاء اللہ بڑی بحث ہوچکی ہمیں امید کرتا ہوں کہ سردار صاحب اس پر زور نہیں دیں گے اور مطمئن ہوگئے ہونگے۔

○ **سردار محمد طاہر خان لونی۔** جناب اسپیکر۔ سمجھ نہیں آیا ہے کہ ہاشمی صاحب نے کیا کہا ہے میں ان کو یہ کہوں گا کہ آپ نے تو اخباروں پر بھی پابندی لگادی ہے اور آپ نے یہ کیسے لگائی ہے میں یہ بات نہیں کہنا چاہتا تھا کہہ دیا میں تو پہلے کچھ کہہ چکا ہوں اس کے بعد الفاظ بھی نہیں ہیں کہ کچھ اور کہوں۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** سردار صاحب آپ اپنی تحریک استحقاق پر زور نہیں دیں گے۔

○ **سردار محمد طاہر خان لونی۔** کیسے نہیں دونگا میں زور دونگا۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** تحریک استحقاق نمبر۱۰ پر میرا فیصلہ یہ ہے۔

رولنگ تحریک استحقاق نمبر۱۰

یہ ایک حساس معاملہ ہے یہ ہم سب کا فرض ہے کہ ہم سب مل کر کوشش کریں کہ آئندہ ایسے معاملات

پیدا نہ ہوں اور حکومت کو بھرپور کوشش کرنا چاہیئے کہ وہ اس معاملے کو خوش اسلوبی سے حل کرنا چاہیئے اس سے متعلق آپ درخواست ہے آپ سب تعاون کریں آئندہ ایسے معاملات اور حالات پیدا نہ ہوں کیونکہ یہ تحریک استحقاق قاعدہ نمبر۵۷ اے کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا ہے ایک ہی رکن ایک ہی نشست میں ایک سے زائد تحریک استحقاق پیش نہیں کرسکتا ہے۔ اس لئے اس تحریک خلاف ضابطہ قرار دیا جاتا ہے۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** جناب اسپیکر۔ اس سے پہلے بلدیاتی الیکشن کے بارے میں اچھی خاصی بحث ہو رہی تھی آپ نے بڑے مدھم الفاظ میں اس کے بارے میں فیصلہ دیا تھا کیا کہا تھا آپ نے ' میں نے سنا نہیں ہے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔؟** اس کا فیصلہ محفوظ ہے۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** کیا آپ اس انتظار میں ہیں کہ وہاں سے اشارہ آجائے اس کے متعلق فیصلہ سنا دیں یا اشارے کا انتظار ہے؟

○ **میر ذوالفقار علی مگسی۔** (وزیر داخلہ)۔ جناب اسپیکر۔ آپ سے گذارش کرونگا کہ اس کے متعلق فیصلہ سنا دیں تو بہتر ہوگا۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** اس کے متعلق جناب آپ فیصلہ سنائیں فیصلہ تو آپ ہی نے کرنا ہے اس کے بارے میں کیا کرنا ہے اور اگر انتظار میں ہیں کہ اوپر سے کوئی فیصلہ آئے گا تو یہ دوسری بات ہے فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔ ہاں اور نہ میں جواب دیں۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** یہ ہمارا حق ہے ہم نے فیصلہ محفوظ کرلیا ہے۔

○ **میر ہمایوں خان مری ۔** میں یہ مانتا ہو کہ یہ آپ کا حق ہے مگر اس کو صحیح معنوں میں استعمال کریں اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ اپنے حق کو صحیح معنوں میں استعمال نہیں کررہے ہیں آپ اپنے حق کو کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہ دیں اور جب وہاں سے ٹیلیفون آئے گا تو پھر آپ فیصلہ دیں گے۔ آپ وہاں سے انتظار نہ کریں ہاں / نہ میں جواب دیں آپ اپنے حق کو کسی اور کے حوالے کررہے ہیں۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** انشاء اللہ ایسا نہیں ہوگا۔

○ **میر ہمایوں خان مری -** جناب انشا اللہ کو چھوڑیں- آپ پریکٹیکل بات کریں- انشا اللہ نہ کہیں - ہاں اور نہ میں فیصلہ سنائیں-

○ **مولانا عبدالغفور حیدری-(وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)-** میر صاحب جذباتی ہوگئے ہیں-انشا اللہ کی بات کررہے ہیں-

○ **میر محمد عاصم کرد-** جناب اسپیکر- آپ نے پہلے بہت سے معاملات مردہ کمیٹیوں کے سپرد کئے ہیں تو ان کا کوئی نتیجہ سامنے نہیں آیا ہے آپ اس کا فیصلہ کردیں سب انتظار میں ہیں فیصلہ محفوظ نہ کریں-

○ **میر ہمایوں خان مری -** جناب والا- یہ فیصلہ آپ نے کرنا ہے کسی سیکرٹری کو نہیں کرنا ہے آپ فیصلہ کردیں سکریٹری کا ذہن کوئی اور ہوگا آپ کا ذہن کوئی اور ہوگا آپ اپنے ذہن کے مطابق فیصلہ کریں-

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر-** وہ فیصلہ تو میں پہلے دے چکا ہوں کہ محفوظ ہے-

○ **نواب محمد اسلم رئیسانی-** جناب والا- آپ اس بارے میں ایوان کی رائے لے لیں تاکہ ایوان کی اکثریت کا پتہ چل جائے اور بتائیں کہ ایوان کی رائے کیا ہے کہ الیکشن ملتوی کیا جائے اور رمضان کے بعد کیا جائے-

○ **میر ہمایوں خان مری -** جناب یہ فیصلہ آپ نے کرنا ہے اگر آپ ایوان سے رائے لیتے ہیں تو بھی صحیح ہے اس میں کیا قباحت ہے-؟

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر-** میں نے فیصلہ محفوظ کیا ہے انشاء اللہ آپ کو صحیح رائے دیں گے-

○ **میر ہمایوں خان مری -** پھر تو ماشاء اللہ آپ صحیح آئی جے آئی والے ہیں-

○ **مسٹر سعید احمد ہاشمی-** جناب اسپیکر- آگے کچھ سرکاری بل تھے وزیر انچارج نہیں ہے ان کے لئے آپ کوئی اور تاریخ رکھ دیں جب بھی ایم پی اے کی تنخواہوں کا بل آئے گا یہ بل بھی ان کے ساتھ آجائیں گے- وزیر متعلقہ نہیں ہیں وہ اس کو ذاتی طور پر جانتے تھے ان کو بعد میں لیا جائے-

○ **میر ہمایوں خان مری -** جناب والا- یہ مضبوط پوائنٹ تھا بلوچستان کے حوالے سے بات تھی-

اس کو ایوان میں لائے ہیں اور وہاں حکومتی پارٹی بھی کہہ رہی ہے کہ آپ اس کو ایوان میں لائیں کیونکہ حسب سابق جو بھی اسپیکر کرسی پر بیٹھتا ہے اس کو اوپر سے انتظار ہوتا ہے آپ آرڈر کا اوپر سے انتظار کرتے ہیں ہم بطور احتجاج واک آوٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جمہوری وطن پارٹی کے ارکان ایوان سے واک آوٹ کر گئے)

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** آج ایجنڈے میں شامل مسودہ قانون نمبر چار اور پانچ تھے۔ کیونکہ آج وزیر متعلقہ ایوان میں موجود نہیں ہے۔ اس لئے ان مسودات پر مزید کارروائی ۳ نومبر ۹۱ء کو کی جائے گی۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** اب اسمبلی کی کارروائی ۳۱ اکتوبر ۹۱ صبح ساڑھے دس بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس دوپہر ایک بجکر پندرہ منٹ پر ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۱ء
(بروز پنج شنبہ) صبح ساڑھے دس بجے تک ملتوی ہوگیا۔)